www.novelsclubb.com
NC arts
متاعِ زیست
از قلم عفراء اعظم
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

متاعِ زیست

از قلم

از قلم عفراء اعظم

www.novelsclubb.com

میں ایک ایسی سرحد پر کھڑا تھا کہ جس کی ایک طرف میری پیار کرنے والی اماں میرا اپنے فیصلوں پہ اڑا رہنا والا بابا میرے بھائی اور اکلوتی بہن تھی میرے خون کے رشتے تھے اور دوسری طرف میرے خوابوں کی شہزادی تھی جواب میری چھوٹی سی سلطنت کی بے تاج ملکہ ہے میں سرحد کے اُس پار چلا گیا جہاں میری ہونے والی شریکِ حیات تھی مجھے لگا اس سرحد کے دروازے میرے لیے ہمیشہ کھلیں ہونگے لیکن میں یہ بات بھول گیا تھا کہ ہر چیز کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے مجھے اندازا نہیں تھا کہ یہ دروازا پار کرتے ہی میرے بابا اس دروازے کو تالا لگا کر چابیاں کسی دور سمندر میں پھینک دیں گے اور ان چابیوں کو شاید کوئی مچھلی نگل گئی کیونکہ آج اس دروازے کو پار کیے ہوئے اٹھائیس سال گزر گئے لیکن وہ چابیاں میں ڈھونڈ نہیں پایا

اس انا کی دیوار نے میرے ماضی کو میرے لیے ازیت بنادیا

وہ اپنی ڈاہیری پہ لکھتا جارہا تھا راہیٹنگ ٹیبل پہ رکھا گلدان اس کے ہاتھوں میں پکڑا قلم شیلف میں رکھی کتابیں سب اسے ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے اس کے غم میں شریک ہوں اور اچانک اس کے دل میں درد کی ٹھیس سی اٹھی تھی

ooooooooooooooooooooooo

بیس سالہ لڑکی صوفے پہ بیٹھی مالٹا صاف کر رہی تھی سیاہ بالوں کی کس کے اونچی پونی ٹیل بنائی تھی سرخ و سفید رنگت سیاہ آنکھیں چہرے پہ سب سے نمایا جو تھا وہ اس کی ٹھوڑی کے بیچ و بیچ پڑتا گڑھا تھا جو بولتے وقت ہلکا ہو جاتا اور جب وہ خاموش ہوتی تو گہرا ہوتا

اس کے بالکل سامنے لگ بھگ اسی شکل و صورت کا لڑکا بیٹھا تھا دونوں کی شکلوں میں صرف گڑھے کا فرق تھا وہ جڑواں تھے۔۔۔۔۔۔۔

"راعنہ سر مراد کا کچھ کرنا پڑے گا ورنہ اس کا کوئی بھروسہ نہیں کہ بھیا یا بابا کو واقعی

بلالے"

"ہمممم میں بھی یہی سوچ رہی ہوں اچھا ریبال یہ بتاؤ میں نے تمہیں کہا تھا کہ اس کی کنڈلی نکلوانا کچھ پتہ چلا"

مالٹے کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ایک ریبال کی طرف بڑھایا

"کچھ خاص پتہ نہیں چلا" مالٹے کی کاش منہ میں ڈالی

"نکمے جو عام پتہ چلا ہے وہ ہی بتا دو"

"میری نکمی گڑیا یہ پتہ چلا ہے کہ وہ اپنے گھر میں رہتا ہے اس کا گھر یہاں سے آدھے گھنٹے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ریبااااااال"

وہ اتنی زور سے چیخی کہ پہلے تو ریبال صوفے سے اچھلا لیکن پھر زور زور سے ہنسنا شروع کر دیا

"اوکے اوکے ریلکس بتاتا ہوں" دونوں ہاتھ مصالحتی انداز میں اوپر کیے

www.novelsclubb.com

"اگر تم نے مزید ایک لمحہ بھی ضائع کیا تو بلیو می میں بھیا کو بتا دوں گی کہ

تمہارا اساہیمنٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وقفہ دیا ایک اور مالٹے کی کاش منہ میں ڈالی سیاہ آنکھوں میں واضح تنبیہہ تھی اب وہ

ریلکس تھی اسے اپنے تاثرات پہ مکمل قابو تھا

"اوکے ناؤلسن وہ شادی شدہ ہے ماں باپ کے ساتھ نہیں رہتا دو بچے ہیں

"That's it

کنکھیوں سے وہ اس کے تاثرات بھی نوٹ کر رہا تھا

"کیسے نکمے ہو گئے ہو ریبال اب اس سے اس کا کیا کریں گے"

"آئیڈیا ہے میرے پاس" ریبال کے بولنے پہ راعنہ نے ایک آئیبرو

(Eyebrow)اوپر کی طرف اٹھایا(واقعی)

"ہمممم دیکھو جب تک بلیک میلنگ کے لیے کچھ نہیں مل جاتا تب تک ہم معصوم بن

کے رہیں گے"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟؟؟؟

"Absolutely not"

اور پھر پورا لاؤنج ان دونوں کے قہقوں سے گونج اٹھا

اس گھر کے مکینوں کو شاید نہیں یقیناً اس سب کی عادت تھی

oooooooooooooooooooooo

"اسلام وعلیکم ایوری ون"

وعلیکم سلام!!! ہمیشہ کی طرح سب نے مشترکہ جواب دیا

"کیسے ہیں میرے twins"

"بالکل فٹ"

دراب کو جواب دیتے ہوئے راعنہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ریبال کو اشارہ کیا

سب گھر والے ساتھ بیٹھے چائے پی رہے تھے

"وہ ماما۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دُراب اور اختر صاحب نے نے بے ساختہ اپنی امڈتی مسکراہٹ کو چھپانے کے لیے

چائے کا مگ لبوں سے لگایا

"جی فرمایئں جناب"

عرشین بیگم نے دونوں کو گھورا وہ ان دونوں کے بولنے سے پہلے ہی سمجھ چکی تھیں

کہ وہ کیا کہنے والے ہیں

"ماما میں اور راعنہ ساحل پہ جا رہے ہیں جلدی آ جایئں گے"

"بیٹا جی یہ آپ پوچھ رہے ہیں یا بتا رہے ہیں؟؟؟

"ماما بہت دن ہو گئے ہیں جانے دیں نا پلیز" راعنہ دراب کے سائیڈ سے اٹھ کر

عرشین بیگم کے پاس بیٹھی

"یا میرے اللہ یہ میرے گھر میں دو کیسے نمونے پیدا ہوئے ہیں بھائی بہنوں کو باہر

جانے نہیں دیتے اور یہاں خود لے کر جا رہے ہیں سیر سپاٹوں پہ" عرشین بیگم کی

سوئی ہوہی خواہشیں جاگی تھیں کہ اس کی بیٹی کوئی نازک پری ہو گھر میں بیٹھی ہو

بھاہیوں سے ڈرتی ہو جیولری کی شوقین ہو لیکن زہے نصیب کہ راعنہ اختران

خیالات سے یکسر مختلف تھی۔۔۔۔۔۔

"افففو ماما آپ کیا چاہتی ہیں کہ میرے اتنے سوئیٹ اور ہینڈسم بھائی ظالم اور جابر

کہلاہیں" دراب کو مسکرا کر دیکھا ریبال کو آنکھیں دکھانا نہیں بھولی تھی

"راعنہ تم ایک لڑکی ہو ریبال کا بائیک وغیرہ چلانا سمجھ آتا ہے لیکن تم" وہ روہانسی

ہو گئیں

"ماما دیکھیں بھیا میری care کرتے ہیں کیونکہ وہ مجھ سے بڑے ہیں اس لیے اب

ایسے تو میرا بھی حق بنتا ہے نا کہ میں بھی ریبال کا خیال رکھوں کیونکہ وہ مجھ سے پانچ

منٹ اور دس سیکنڈ چھوٹا ہے کیوں چھوٹے بندر؟

راعنہ کے اس انداز پر جہاں عرشین بیگم نے دانت پیسے وہیں دراب اور اختر

صاحب کے منہ سے ہنسی کا پھوارا نکلا اور ریبال اس سے بدلہ لینے کے لیے کوئی

سازش پلین کر رہا تھا

oooooooooooooooooooooo

"دراب بیٹا وہ بہن ہے تم لوگ اسے سمجھاؤ" دونوں کے جانے کے بعد اب عرشین بیگم کا رخ دُراب کی طرف تھا

"ماما آپ کیوں ٹینشن لیتی ہیں وہ بہن ہے ہم جانتے ہیں اور ہمیں فخر ہے کہ وہ ہماری بہن ہے" دراب کی بات سن کے تو عرشین بیگم کو گویا سر پہ لگی تلوں پہ بجھی

"وہ لڑکی ہے اس کا یہ بچپنا۔۔۔۔۔۔۔

"عرشی تم یہ بات کب سمجھنے کی کوشش کرو گی کہ جنس کو لے کر طعنے اور طنزوں کے بجائے اپنی تربیت کی فکر کرنی چاہیے لڑکی اور لڑکا صرف الگ الگ جنس ہوتیں ہیں مگر والدین جو انکی تربیت کرتے ہیں وہی انکی شناخت انکی پہچان ہوتی ہے" اختر صاحب رسان سے بولے

www.novelsclubb.com

"ان ہی باتوں کی وجہ سے تم لوگوں نے میری بیٹی کو بگاڑ دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک لمحے میں ہی پارٹی بدل دی سمجھانے سے سیدھا بات میری بیٹی تک پہنچ گئی اور گھونٹ گھونٹ چائے کا مائع اپنے اندر انڈیلنے لگی وہ جانتی تھی کہ یہاں بیٹی کے معاملے میں باپ اور بھائیوں کے سامنے ایک نہیں چلنے والی اختر صاحب اور دراب ہنوز مسکرا رہے تھے اس گھر میں یہ عدالت روز نہیں تو پھر بھی ہفتے میں دو بار لازماً لگتی تھی

oooooooooooooooooooooo

"ریبال واپسی پہ بائیک میں چلاؤں گی"

ریڈ کمیض جس کی دامن اور آستینوں پہ بلیک لیس لگی تھی بلیک شلوار اور بلیک دوپٹے سے اسکارف بنایا تھا اسکارف میں بھی اونچی پونی واضح تھی دھلا دھلایا چہرہ میک اپ سے پاک اور تھوڑی پہ بنا گڑھا واضح تھا

"میڈم آپ وضاحت دینا پسند کریں گی کہ آپ اس غلط فہمی کا شکار کیسے ہو گئیں"

ریبال کی ہنسی دیکھ کر اس کے آس پاس سازش کی گھنٹیاں بج رہی تھیں

"کیا مطلب غلط فہمی دیکھو ریبال یہی ڈن ہوا تھا"

"میری پانچ منٹ بڑی بہنا یہ آپ کو ماما کے سامنے بکواس کرنے سے پہلے سوچنا

چاہیے تھا"

"ریبال میں بھیا کو بتاؤں گی"

"کیا یہ بتاہیں گی کہ ہفتے میں دو بار لازمی سر مراد کی کلاس بنک کرنے کا شرف

تمہیں حاصل ہے اور اور ایک عظیم کام جس میں تمہارا معصوم پانچ منٹ چھوٹا بھائی

بالکل بھی ملوث نہیں ہے وہ یہ کہ۔۔۔۔۔۔اس کی بات کاٹ کر بولا تھا بائیک

روکی ساحل پہ اتنے لوگ نہیں تھے وہ دونوں پیدل چل رہے تھے

راعنہ نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا وہ آگے چلتا رہا بغیر کچھ کہے

ویسے بھی یہ پانچ منٹ دس سیکنڈ بڑی بہنا کبھی کبھی ہی رعب میں آتی تھی

اس کے سیاہ بال ہوا کی وجہ سے پیچھے کی طرف اڑ رہے تھے ریڈ شرٹ کے ساتھ

بلیک ٹاؤزر اور بلیک پی کیپ جس پہ Prince لکھا تھا ان دونوں کی ڈریسنگ کا کلر

سیم تھا جو کہ زیادہ تر سیم ہی ہوتا تھا

"اب تم بولنے کی زحمت کرو گے" راعنہ نے بظاہر شائستہ لہجے میں مگر دانت پیستے

ہوئے کہا ریبال کو اس کی حالت کا اندازہ بخوبی تھا کیونکہ یہی حالت زیادہ تر ریبال کی

ہوتی تھی

"مس بندرنی ابھی میرا بولنے کا کوئی موڈ نہیں ہے جب ہو گا تو بتا دوں گا"

"تم نے مجھے بندرنی کہا؟؟؟"

"کیوں تم نے نہیں سنا کیا بڑی بندرنی" اس کا دل کیا کہ اسے پکڑ کر اسی سمندر میں

پھینک دے مگر یہ صرف دل چاہ ہی سکتا تھا

سمندر کی لہریں اُن کے پاؤں سے ٹکراتی واپس مڑ رہی تھی سورج غروب ہو رہا تھا

اس لیے آسمان پہ (شفق احمر) سرخی پھیل گئی تھی

وہ کبھی سمندر کی لہروں اور کبھی اوپر آسمان کو دیکھتی

جب اس نے اسے ہمیشہ کی طرح آسمان پر نظریں جمائے دیکھا تو پوچھے بغیر نا رہ سکا

"راعنہ تمہیں یہ منظر کیوں اتنا پسند ہے؟ راعنہ کی نظریں آسمان پہ تھیں پرندے اپنے آشیانوں کو لوٹ رہے تھے سمندر کی لہریں اسی طرح انکے پاؤں سے ٹکراتی مڑ رہی تھیں

یہ سوال سن کے اسکے لبوں پہ ہلکی مسکراہٹ آئی

"ریبال میرے بھائی مجھے خود بھی نہیں پتہ کہ مجھے طلوع ہوتا یا غروب ہوتا سورج اور ماہ کامل کیوں بے حد پسند ہے بالکل اسی طرح جیسے میں یہ بھی نہیں جانتی کہ کیوں مجھے ڈُراب بھیا اتنے پسند۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھوڑا وقفہ دیا پھر رک کے ریبال کے بال زور سے پکڑ کر کھینچے "اور یہ نکما بندر بالکل ناپسند کیوں ہے" کہتے ساتھ ہی بھاگنا شروع کر دیا ریبال بھی ہنستے ہوئے اس کے پیچھے بھاگا تھا

oooooooooooooooooooooooo

"ریبال وہ دیکھو" راعنہ نے اپنی تھوڑی اس کے کندھے پر رکھی

"اب اس بندرنی نے کیا دیکھ لیا؟

"یار گول گپے لیں کیا؟ ریبال کا بندرنی بولنا وہ یکسر نظرانداز کر گئی

"اچھا یہی پہ کھانے ہیں یا پارسل پیک کروائیں"

"پیک کرواتے ہیں اسی چکر میں پیسے تو ہاتھ آئیں گے" دُراب کے ذکر پر دونوں

کے چہروں پہ ایک الگ سی چمک آئی تھی جو ہمیشہ آتی تھی

"اچھا جسٹ ٹو منٹ ویٹ میں لے آیا"

ریبال نے بائیک کی چابی نکال کر اپنی شہادت کی انگلی میں ڈالی

راعنہ نے دانت پیستے ہوئے چابی کو دیکھا

"مس راعنہ اختر کچھ بھی پلین کرنے سے پہلے یہ ضرور یاد رکھیں کہ میں راعنہ اختر

کا بھائی ہوں وہ بھی صرف پانچ منٹ دس سیکنڈ چھوٹا" نظریں چابی پر ہی تھیں راعنہ

کا دل کیا یہ ہیوی بائیک اٹھا کے اس کے سر پہ دے مارے (کمبخت دل)

ooooooooooooooooooooooo

"واحسینہ یہاں کیا کر رہی ہو؟ ریبال کو گئے ہوئے بمشکل ایک منٹ ہوا تھا کہ یہ منچلے چھچھورے دمک پڑے

"ارے گنگی ہو گیا" ان تینوں میں سے بیچ والا بول رہا تھا ٹی شرٹ اور ٹراؤزر تینوں کے ہاتھوں میں رنگین بینڈ ایک نے بالوں پہ ہئیر بینڈ لگایا تھا جبکہ باقی دونوں نے پونیاں بنائی ہوہیں تھیں راعنہ نے ایک ہی نظر میں انکے حلیے کا جائزہ لے لیا تھا وہ تینوں اس کے قریب آچکے تھے

"میرا بھائی ادھر ہی پاس میں گیا ہے اس کے آنے تک کا انتظار کرو گے

یا-----------

"بھائی کی دھمکی دے رہی ہے" اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی وہ تینوں بھائی کے نام کی دھمکی سمجھ کے ہنسنا شروع ہو گئے تھے

یہ پڑا ایک گھونسا اس بیچ والے لڑکے کے ناک پر جوان دونوں کا سرغنہ لگتا تھا

"اب اس نے ہاتھ اٹھایا"

اس سے پہلے کہ وہ جوابی حملہ کرتے راعنہ نے انکو پے در پے مکے اور لاتیں مارنا شروع کر دیں تھی وہ کسی ماہر فائیٹر کی طرح انکو مار رہی تھی ان تینوں کے ساتھ ساتھ ابھی آیا ریبال بھی ششدر تھا راعنہ تھوڑا اندر سنسان جگہ پہ کھڑی تھی اس لیے لوگ جمع نہیں ہوئے تھے

وہ تینوں بس جان بچا کے بھاگے تھے ورنہ اس لڑکی سے کچھ بعید نہیں تھا کہ انہیں ان کی آخری آرام گاہ ہی پہنچا دیتی

oooooooooooooooooooooooooooooo

www.novelsclubb.com

"راعنہ تمہارے سر پہ اتنی گرمی کیوں چڑھتی ہے"

"ریبال میں انکو مارتی نہیں تو کیا نازک حسیناؤں کی طرح ڈر کر رونا یا پھر بھاگنا شروع کر دیتی مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میرے بھائیوں نے مجھے یہ سکھایا ہے"

"میں یہ نہیں کہہ رہا لیکن اگر تمہیں لگ جاتی تو اندازا ہے تمہیں کہ میں بھیا کو کیا

جواب دیتا؟

"کوئی جواب دینا نہیں پڑتا کیونکہ انہیں بتاتا ہی کون؟

"پارٹنر بھولو مت کہ وہ تمہارے بولنے سے پہلے سمجھ جاتے ہیں کہ تمہیں کیا کہنا ہے"

گھر آگیا تھا راعنہ کے چہرے کو دیکھ کر نہیں لگتا تھا کہ کچھ ہوا بھی ہے اور ریبال بھی اب قدرے نارمل تھا لیکن راعنہ کی طرح بالکل نہیں

ooooooooooooooooooooooooo

"بڑی تم پلیٹ اور گول گپے لے کر اوپر چلو میں بھیا کو لے کر آتی ہوں" وہی حلیہ تھا بس اسکارف نہیں بنا تھا وہ سیاہ دوپٹہ گردن میں مفلر کی طرح ڈالا ہوا تھا اور ریبال کی پی کیپ اس کے سر سے اتار کر خود پہنی

"Ok boss but be carefull"

راعنہ کے بالکل کان کے پاس ہو کر کہا اور آنکھوں سے اس کے ہاتھ کی طرف

اشارہ بھی کیا جو سرخ ہو رہا تھا

"Don't worry buddy"

اسی کے انداز میں جواب دے کر وہ دُراب کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی اختر صاحب نماز کے بعد نیوز وغیرہ دیکھتے جبکہ عرشین ذکر واستغفار کی کتابیں پڑھتی تھیں

oooooooooooooooooooooo

"بھیا فارغ نہیں ہیں آپ؟ راعنہ کی آواز سن کے وہ بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

"ایسا ہو سکتا ہے کیا کہ دُراب کے پاس اپنی گڑیا کے لیے وقت نا ہو؟ سوال کے جواب میں دوبارہ سوال کیا گیا تھا

"ناممکن" مان سے کہا گیا یہ ایک لفظ دُراب اختر کو دل سے مسکرانے پہ مجبور کر گیا تھا

"بھیا ابھی چلیں اوپر چھت پر پارٹنر ویٹ کر رہا ہے" مسکرانے سے تھوڑی پر پڑتا

گڑھا ہلکا ہو گیا تھا

"او کے میرا بچہ چلو" اپنا ایک ہاتھ ٹراؤزر کی جیب میں اور دوسرا اراعنہ کے شانوں

پہ پھیلایا تھا

بھوری آنکھیں ساف رنگت ہلکی داڑھی سلیقے سے بنی مونچھیں بلیو شرٹ ہاف سلیو

ہونے کی وجہ سے بازو ظاہر تھے جن کے کثرتِ جم کی وجہ سے مسلز ابھرے

ہوئے تھے اور بلیک ٹراؤزر رف سے حلیے میں بھی وہ پیار الگ رہا تھا وہ چھبیس سال

اور لگ بھگ 6 فٹ 2 انچ کا ایک ہینڈسم مرد تھا

oooooooooooooooooooooooo

"آج واپس تم دونوں نے گول گپے لیے افففو گلا خراب ہو جائے گا" مصنوعی گھوری

سے نوازا

"او کم آن بھیا کچھ نہیں ہوتا" کیپ اتاری کر دُراب کو پہنادی

"اچھا آج ریس نہیں کریں گے" وہ بغور دونوں کو دیکھ رہا تھا

"میرے ہینڈ سم بھیا کو یہ غلط فہمی کیسے ہو گئی کہ ہم ریس نہیں کریں گے" ریبال نے گول گپوں کی تینوں شاپر زالگ الگ کرتے ہوئے کہا

"ہم ریس بھی کریں گے اور ہارنے والا دس ہزار بھی دے گا" وہ بتا نہیں رہی تھی بلکہ حکم دے رہی تھی

"افففو ہنی یہ کیا اس بار ڈائیریکٹ دس ہزار"

"آپ پریشان کیوں ہو رہے ہیں آپ نے کونسا ہارنا ہے بروکیوں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا پارٹنر؟

"Right%100"

ریبال کے "right%100" کہنے پر تینوں ہنسے تھے اوپر سیاہ ہوتے آسمان پہ تیرتے سفید بادلوں پہ بیٹھی قسمت کی پری نے تینوں کو طنزیہ مسکراہٹ سے دیکھا تھا

تینوں کے پاس آٹھ آٹھ گول گپے تھے اس وقت وہ تینوں زمین پر بھورا کارپٹ بچھا

کر بیٹھے تھے تینوں کے سامنے اپنے اپنے گول گپے تھے جو پہلے ختم کرے وہی ونر

"ون" دراب نے ہاتھ اونچا کر کے بند مٹھی سے شہادت کی انگلی کھول کر کہا

"ٹو" ریبال نے بھی اسی طرح ہاتھ اونچا کر کے شہادت اور بیچ والی انگلی کھولی

"تھری" راعنہ کے اسی طرح ہاتھ اونچا کر کے کہتے ساتھ ہی وہ تینوں گول گپوں پہ

ٹوٹ پڑے تھے دُراب ان کے ساتھ چھبیس سال کا مرد نہیں بلکہ چھ سال کا بچہ لگ

رہا تھا

اور پھر ہمیشہ کی طرح اس بار بھی راعنہ جیت گئی تھی twins نے اپنے بھیا کو ہرا

دیا تھا

www.novelsclubb.com

گول گپوں کا پانی انکی کلائیوں تک لگا تھا ان کے منہ کی حالت دیکھ کر نہیں لگتا تھا کہ

یہ بیس سال کے نوجوان ہیں ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے تین سال کے بچے نے چاکلیٹ

کھائی ہو دُراب کی حالت پھر بھی دیکھنے لائق تھی

oooooooooooooooooooooooooooooo

وہ چہرہ دھونے کے بعد دوبارہ چھت پہ اکھٹے بیٹھے تھے

"راعنہ یہ تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا ہے؟ باتیں کرتے ہوئے اچانک دُراب کی نظر راعنہ کے ہاتھ پر پڑی تھی

"کچھ نہیں بھیا" راعنہ بھی حیرانی سے دیکھنے کی ایکٹنگ کرنے لگی گر یبال کبھی راعنہ کو تو کبھی دُراب کو دیکھتا

"راعنہ بھیانے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو" راعنہ کا ہاتھ دُراب نے اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا لہجے میں واضح تنبیہ تھی (جو پوچھا ہے وہ بتاؤ)

ریبال اور راعنہ دونوں نے آپس میں نظروں کا تبادلہ کیا دُراب انکی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا

oooooooooooooooooooooooo

دونوں یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ کچھ بھی کر سکتے ہیں لیکن دُراب سے جھوٹ بولنا چاند تارے توڑ لانے کے مترادف تھا

"بھیا ریبال گول گپے لے رہا تھا تو میں سائیڈ پہ کھڑی تھی کچھ لفنگے آ گئے تھے بس انہیں ہی سبق سکھایا" قدرے لاپرواہی سے کندھے اچکائے البتہ ریبال کا دل ایک سو بیس کی رفتار سے دھڑک رہا تھا

دُراب نے کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا تھا بس وہ یک ٹک راعنہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھ رہا تھا جو سرخ تھا

"سوری بھیا" اسے خاموش دیکھ کر دونوں ایک ساتھ بولے تھے

"بھیا آپ ناراض نا ہوں آئی پرامس آئندہ میں ایسا نہیں کروں گی" وہ بالکل روہانسی ہو گئی تھی وہ اپنے بھائیوں کو خود سے ناراض نہیں دیکھ سکتی تھی

"ہنی میں نے کب کہا کہ میں اپنی شہزادی سے ناراض ہوں؟ سوال کر کے دُراب نے اپنے لب اس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ دیے

"راعنہ جانتی ہو اگر آج ان لڑکوں کو مارتے ہوئے تمہیں زیادہ لگ جاتی تو کیا ہوتا" وہ ڈانٹ نہیں رہا تھا غصہ نہیں تھا وہ جواب بھی نہیں مانگ رہا تھا وہ صرف

شکوہ کررہا تھا

"بھیا۔۔۔۔۔۔۔۔"اس ایک لفظ کے بعد جیسے سارے الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے

"ریال بیٹا مغرب بھی ہوگئی تھی تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں بہن کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے تھا"وہ اسے بھی ڈانٹ نہیں رہا تھا لیکن حقیقتاً وہ ڈر گیا تھا اپنی بہن کے لیے وہ ان دونوں کو بڑے بھائی کی طرح نہیں بلکہ ایک باپ کی طرح ٹریٹ کرتا تھا

"بھیا مجھے نہیں لگتا راعنہ نے جو کیا غلط کیا وہ تینوں لفنگے اسی لائق تھے کہ انہیں مارا جاتا"

راعنہ نے چونک کر ریال کو دیکھا تھا(واقعی)

"میں یہ نہیں کہہ رہا کہ راعنہ نے غلط کیا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر اسے لگ جاتی تو"

"بھیا کیا ایک لڑکی خود کو پروٹیکٹ نہیں کرسکتی کیا ہر لڑکی کے بچانے کے لیے باپ بھائی کا آنا ضروری ہے؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"راعنہ بھیا ایسے نہیں کہہ رہے "اس کارو ڈبی ہیو دیکھ کر ریال کو ہی بیچ میں کودنا پڑا تھا

"ریال میں "تم" سے نہیں دُراب بھائی سے کہہ رہی ہوں "(وہ دُراب کو دُراب بھائی تب ہی کہا کرتی تھی جب اسے اس کی کسی بات سے اتفاق نا ہوتا یا وہ غصے میں ہوتی تھی)

"بھیا کیا آپ نے ہی ہمیں یہ نہیں سکھایا کہ

ہمیشہ اپنی مدد خود کرو ورنہ ہمیں دوسروں کی مدد کی اس قدر عادت ہو جاتی ہے کہ ایک وقت آتا ہے کہ ہم مصیبت میں بھی اس عادت سے مجبور لڑنے کے بجائے انتظار کرتے ہیں کہ کوئی آئے اور ہمیں نکال لے اس سب سے تب کوئی نہیں آتا اور تب ہمیں آسانی سے نگل لیا جاتا ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکی راعنہ لڑنے کے بجائے انتظار کرے اور پھر اسے نگل لیا جائے "اسے اگلے کو لاجواب کرنا ہی تو آتا تھا

"راعنہ اگر انکے پاس پستول وغیرہ ہوتی تو؟

"پھر بھی میں یہی کرتی بھیا" لہجے میں عجیب سی ہٹ دھرمی تھی

"راعنہ تم اپنی ضد والی عادت کب چھوڑو گی؟

"بھیا یہ میری ضد نہیں ہے آپ مجھے میرے مؤقف سے ہٹانے کے لیے مضبوط دلائل دیں" ماحول میں عجیب سا تناؤ در آیا تھا

"بھیا کوئی انسان پرفیکٹ نہیں ہوتا اسی طرح راعنہ اختر بھی پرفیکٹ نہیں ہے وہ غلط بھی ہو لیکن اسے یہ منظور نہیں کہ کوئی اسے غلط ثابت کرے" یہ رائے ریبال کی طرف سے تھی

"اچھا جو ہوا سو ہوا چھوڑو اس سب کو" راعنہ نے پرسکون لہجے میں کہا

وہ دونوں جانتے تھے کہ راعنہ اختر کی زندگی کا اصول ہے کہ

جب آپ اپنی بات سے ہٹنا بھی نہیں چاہتے اور لڑنا بھی نہیں چاہتے تو اس کے لیے موضوع بدلنا یا خاموشی Best option ہے

سیاہ آسمان اس پہ چمکتا چاند اور آس پاس بکھرے تارے تینوں کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

ستمبر کا آخر تھا کراچی کا موسم کافی خوشگوار بادل چھائے ہوئے تھے اور ٹھنڈی ہوائیں بھی چل رہی تھیں

"اسلام و علیکم!

دونوں نے مشترکہ سلام کیا تھا

سب ناشتہ کر رہے تھے سلام کا جواب دیتے ہوئے دُراب کی نظریں سب سے پہلے راعنہ کے ہاتھ پہ گئیں تھیں جواب ٹھیک تھا۔۔۔

"تم دونوں یونی میں انسان ہی رہتے ہو نا؟ ناشتہ کرتے ہوئے اچانک عرشین بیگم کا سوال سن کر بے ساختہ دونوں نے تھوک نگلا تھا

"آفکورس ماما انسان ہیں تو انسان ہی رہیں گے نا" اپنی پلیٹ پہ جھکے جھکے ہی ریال نے

کہا تھا (شاید اس ڈر سے کے کہیں جھوٹ نا پکڑا جائے)

"ریبال اور راعنہ میں تم دونوں کی کوئی شکایت نا سنوں" واضح وارننگ تھی

"بیوٹیفل لیڈی آپ اپنے معصوم اور کیوٹ سے بچوں کی شکایت کیوں سنیں گی اگر کسی نے شکایت لگانے کی کوشش کی تو اسے دوکان کے نیچے لگا کے گھر سے نکال دیجیئے گا کیوں بھیا پاپا ریبال میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا؟ ریبال تو زور و شور سے سر اوپر نیچے کر رہا تھا دُراب نے ہونٹوں پہ ہاتھ کی مٹھی بنا کر جبکہ اختر صاحب نے اپنی ہنسی چھپانے کو چہرہ نیچے جھکا لیا تھا

"تم دونوں آج مجھے بتا ہی دو کہ کب سدھرو گے؟ عرشین بیگم تو آج دو دو ہاتھ کرنے کو میدان میں اتر آہیں تھیں

راعنہ اور ریبال اٹھے باری باری تینوں (دُراب اختر صاحب اور عرشین بیگم) کی پیشانی کو چوما

(وہ دونوں روزانہ یونی جانے سے پہلے ایسا لازمی کرتے تھے)

"ماما آپ سے کس نے کہہ دیا کہ ہم سدھریں گے" وہ دونوں ایک ساتھ کہہ کر باہر نکلے تھے جہاں آفس جانے کے لیے تیار دُراب اور اختر صاحب کے قہقہے بلند ہوئے تھے وہیں پہلے تو عرشین بیگم تلملائی لیکن پھر اس کے لبوں پہ شاندار سی مسکراہٹ آگئی تھی

وہ دونوں اس گھر کی رونق تھے اس بات کا یہ بھی اعتراف کرتیں تھیں

oooooooooooooooooooo

وہ دونوں ایک ساتھ قدم اٹھاتے ہوئے University of karachi میں داخل ہوئے تھے آس پاس کے کئی اسٹوڈینٹس انکو مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے بچپن میں ایک ہی اسکول پھر کالج اور ایک ہی یونی میں پڑھتے انہیں کسی دوسرے دوست کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے کافی تھے--------

"راعنہ کل سر مراد کی اسائیمنٹ بھی سبمٹ کروانی ہے" اپنے سیاہ لیدر کے بیگ کو

ایک کندھے سے دوسرے پہ منتقل کرتے ہوئے کہا لہجے میں واضح پریشانی تھی

"افففو ریبال تم حال میں رہ کر مستقبل کے لیے پریشان ہونا کب چھوڑو گے" وہ چلتے چلتے اچانک اس کے سامنے آگئی تھی

"سوری بڑی اماں لیکن وہ لوگ ضرور پچھتاتے ہیں جو صرف اپنے حال میں کھوئے ہوتے ہیں ماضی سے بے نیاز" وہ اپنے مؤقف پہ ڈٹا ہوا تھا راعنہ نے بھی دوبارہ چلنا شروع کر دیا تھا

"چھوٹے بندر ہمارا ایمان ہے یہ کہ موت کسی بھی وقت اور کہیں پہ بھی آسکتی ہے تو جس مستقبل کے لیے ہم پریشان ہو کے اپنا حال برباد کر رہے ہیں شاید تب تک رہے ہی نا"

"تو پھر کیا ہمیں اپنی زندگی بے مقصد ہی گزار دینی چاہیے؟اس کا چھوٹے بندر کہنا وہ نظرانداز کر گیا تھا

"نہیں ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہیے ریبال دنیا میں تین قسم کے لوگ ہوتے

ہیں ایک وہ لوگ جو اپنے مقصد کو پانے کی کوشش کرنے کے بجائے اس کے بارے میں سوچ کر پریشان ہو رہے ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو پریشان نہیں ہوتے بلکہ اس مقصد کو پانے کی جستجو کرتے ہیں تیسرے وہ جو صرف خواب دیکھتے ہیں وہ کوئی جستجو بھی نہیں کرتے وہ چاہتے ہیں کہ جو وہ چاہتے ہیں وہ انہیں مل جائے بغیر قیمت ادا کیے وہ شاید یہ نہیں جانتے کہ "کوئی چیز قیمت ادا کیے بغیر نہیں ملتی" اب تمہیں خود طے کرنا ہے کہ تم تینوں میں سے کونسی کیٹیگری میں آنا چاہتے ہو" اس نے اپنے قدم کلاس کی جانب تیز کر لیے تھے ریبال اسے حیرت سے تک رہا تھا وہ ہمیشہ اسے یونہی حیران کرتی تھی کہ وہ اس سے صرف پانچ منٹ بڑی ہے تو باتیں کیوں ایسی کرتی تھی جیسے پانچ سال بڑی ہو؟

اس کیوں کا کوئی جواب نہیں تھا بقولِ راعنہ اختر جب اللہ پاک عقل دے رہے تھے تو ریبال چن ڈمپل (ٹھوڑی پہ ہوتا گھڑا) لینے گیا تھا اسی لیے دونوں سے محروم تھا

oooooooooooooooooooooooo

"ریبال بھائی کوئی آپ سے ملنا چاہتا ہے" وہ دونوں کینٹین میں اپنی مخصوص جگہ پہ بیٹھے تھے جب کینٹین میں کام کرنے والے دبلے پتلے اپنی عمر کے حساب سے لمبے سترہ سالہ غفار نے اطلاع دی تھی

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز مسکراہٹ اچھالی تھی

"اچھا بلا لو لیکن زیادہ وقت نہیں ہے ہمارے پاس" عجب بے نیازی سے بولی

اگلے کچھ سیکنڈز بعد وہاں ایک اور لڑکی بھی بیٹھی تھی گلابی بیگ گود میں رکھے وہ اگر ڈری سہمی نہیں تھی تو پراعتماد بھی نہیں تھی نیوی بلیو چادر اوڑھ رکھی تھی

"جی محترمہ فرمائیں ہم آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟ چپس منہ میں ڈالتے ہوئے بولا

راعنہ خاموشی سے اس لڑکی کا جائزہ لے رہی تھی

"میرا نام رمشاہ ہے یہاں میری دوستی اپنے کلاس فیلو عامر سے ہوئی۔۔۔۔۔۔" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوئی

"پھر" بظاہر نارملی بولا تھا لیکن رمشاہ اس کی جھنجھلاہٹ سمجھ گئی تھی وہ دونوں اس کی بات سنتے ہوئے فرائیز سے بھی بھرپور انصاف کر رہے تھے

"تین مہینے پہلے اس نے مجھے پرپوز کیا۔۔۔"

"ہاں ہم سمجھ گئے تم نے پرپوزل ایکسپٹ کیا سیر سپاٹے یہ وہ پھر۔۔۔۔۔۔۔" وہ جھنجھلا کے بولی تھی ریبال نے اسے آنکھیں دکھائیں مگر وہاں پرواہ کسے تھی

"اپنا عادی بنانے کے بعد اب وہ میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا ہے دھمکیاں دے رہا ہے کہ اگر میں اسکی بات نہیں مانی تو وہ میری تصویریں اور میرے ساتھ کی موبائل پر باتیں میرے ابو کو بھی دکھائے گا اور سوشل میڈیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اتنا بول کے وہ رو دی تھی ریبال اب کچھ پریشان تھا جبکہ راعنہ کے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا تھا وہ ویسے ہی ایک کے بعد ایک چپس منہ میں ڈال رہی تھی

"تو اس میں کیا پریشانی ہے جو کرنا چاہتا ہے بھلے کرے" اس کے پرسکون انداز میں

دیے جواب پر اس لڑکی نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا ریبال نے ٹیبل کے نیچے سے اپنا پاؤں اس کے پاؤں پہ مارا تھا جس کا کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا اسے

"میرا ابو۔۔۔۔۔۔۔۔۔"آنسو تواتر سے گالوں پہ بہہ رہے تھے

"جب اس لڑکے کے پرپوزل کا جواب دیا تھا تب ابو یاد نہیں آیا

جب یونی میں کلاس بنک کر کے اس منحوس کے ساتھ بیٹھی تھی تب باپ کہاں گیا تھا تمہارا؟

"جب راتوں کو دیر تک باتیں ہوتی تھیں تب تو ابو یاد نہیں آیا

جب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"لہجہ اب بھی پر سکون تھا

اس سے پہلے کہ وہ اور بھی باتیں گنواتی "سوری غلطی ہو گئی" وہ ہچکیوں کے درمیان بولی تھی

"غلطی نہیں گناہ کیا ہے باپ کا مان توڑنے کا گناہ کیا تمہارے والدین نے اس لیے بھیجا تھا تمہیں یونی؟ راعنہ کے جملے اسے شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہے تھے لیکن راعنہ اختر پر سکون تھی وہ ایک پر سکون تیر انداز تھی وہ اپنے الفاظ کے تیروں سے اگلے کا کلیجہ چھلنی کر دیتی لیکن چہرے کے تاثرات اگر نارمل رکھنا چاہتی تو رکھ سکتی تھی اس کے تاثرات مکمل اس کے قابو میں ہوتے

"بدلے میں کیا ملے گا ہمیں ؟راعنہ کے اشارہ کرنے پر ریبال مطلب کی بات پر آیا

"کیا چاہیے ؟لڑکی بھی سیدھی ہو کر بیٹھی تھی کہ مبادا دونوں ارادہ ہی نا بدل دیں اس کے ساتھ ریبال نے حساب کتاب کیا اور وہ دونوں ایک ساتھ اٹھے اور کینٹین سے نکل گئے

اس طرح آ کے ان سے اکثر اسٹوڈینٹس مدد مانگتے تھے اور وہ ان کے مسائل حل بھی کر دیا کرتے تھے بدلے میں وہ قیمت ادا کرتے

بقولِ راعنہ "ہر چیز کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے"

oooooooooooooooooooooo

"ریبال تم نے اس عامر کا مسئلہ نمٹا لیا نا؟مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد وہ دونوں

پول کے پاس کھڑے تھے

"ہاں شروع میں نہیں مان رہا تھا لیکن دو تین جھانپڑ مارنے کے بعد جب بہن کی دھمکی دی تو بپھرے شیر سے بھیگی بلی بن گیا"

"ہمم میں نا سنوں کہ اس نے دوبارہ رمشاہ کو کوئی دھمکی دی ہے" اس کی نظریں اوپر چاند پہ ٹکی تھیں آج ماہ کامل (مکمل چاند) نکلا تھا اس کی آنکھوں میں چمک اور لبوں پہ مسکراہٹ تھی

اسے چاند پسند نہیں اسے تو چاند سے عشق تھا چاہے وہ خوش ہوتی یا دکھی ہمیشہ چاند کو دیکھا کرتی تھی اتنی محویت سے کہ پوری رات بھی گزر جاتی تو اسے احساس نہیں ہوتا وہ چاند کی دیوانی تھی

"دھمکی کا سوچے گا بھی نہیں" پر یقین لہجے میں بولتے ہوئے اس نے راعنہ کو دیکھا جو چاند کو بہت محویت اور محبت سے دیکھ رہی تھی

"ماہ ایسا کیا ہے اس چاند میں؟ وہ اکثر اسکی چاند کے لیے انسیت دیکھ کر اسے ماہ کہتا تھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ریبال تم چاند کو غور سے دیکھو پھر تم کہو گے کہ ایسا کیا نہیں ہے چاند میں" وہ ایک نظر اسے دیکھ کر دوبارہ چاند کو دیکھ رہی تھی

"اس پہ تو داغ ہے"

"مجھے تو اس کا داغ بھی بہت پیارا لگتا ہے ریبال ہم جس سے پیار کرتے ہیں ہمیں تو اس کی خامیاں بھی خوبیاں نظر آتی ہیں تمہیں پتہ ہے میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہر چیز کو دیکھ کر حیران ہوتی ہوں لیکن جب ماہ کامل کو دیکھتی ہوں تو حیرانی کے ساتھ ساتھ مجھے خوشی بھی ہوتی ہے" اس کی بات سن کر وہ حیران ہوا تھا

"خوشی وہ کیوں؟

"کیونکہ میں سوچتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کو جب "اتنا" خوبصورت بنایا ہے تو جنت کو کیسا بنایا ہو گا" اتنا پہ زور دے کر کہا اس کی بات سن کر ریبال نے گہرا سانس لیا تھا

"راعنہ اس دنیا میں چاند کے علاوہ بھی خوبصورت چیزیں ہیں پہاڑ حسین وادیاں

سمندر کہکشاں دھنک اور جانے کیا کیا"

"تو میں کب انکار کر رہی ہوں تمہیں پتہ ہے ہر چیز خوبصورت ہوتی ہے چاہے وہ راہ پہ پڑا پتھر ہی کیوں نا ہو بس اس کی خوبصورتی کو دیکھنے کے لیے ایک خوبصورت آنکھ کی خوبصورت بصارت بھی ہونی چاہیے جو اس کی خوبصورتی کو پہچان سکے میرے رب کی بنائی ہر چیز خوبصورت ہوتی ہے یہ خوبصورت اور بدصورت کی تفریق تو ہم انسانوں نے کی ہے اور میرے لیے سب سے حسین اور بے حد خوبصورت چاند ہے" یہ کہہ کر راعنہ نے اسے پول میں دھکا دیا تھا اور وہ دھڑام کی آواز سے پول میں گرا تھا جبکہ وہ وہیں پر کھڑی اس کی دہائیاں سن کر ہنس رہی تھی

"راعنہ یہ کیا کیا تم نے؟

"تمہیں پول میں دھکا دے دیا تا کہ تمہارے دماغ پہ جو زنگ لگ گیا ہے وہ اترے" وہ پول سے باہر آرہا تھا کہ دوبارہ راعنہ نے اسے دھکا دے دیا وہ مسلسل ہنس بھی رہی تھی

"راعنہ مجھے افسوس ہے کہ میری بہن دیوانی ہو چکی ہے" وہ پول سے نکلتے ہوئے کہہ رہا تھا راعنہ نے ہنستے ہوئے اندر کی طرف دوڑ لگادی

oooooooooooooooooooooooooo

"ماما ریبال نے سوئیمنگ کی ہے اب گھر کے اندر آرہا ہے گیلے کپڑوں کے ساتھ "راعنہ بھاگتے ہوئے دھپ سے صوفے پہ بیٹھی اور عرشین بیگم جو نماز کے اسٹائیل میں باندھا اپنا دوپٹہ کھول رہی تھی حیرت سے دونوں کو دیکھا

"نماز پڑھی ہے تم دونوں نے؟ تیکھے چتونوں سے پوچھا

"جی ماما" باقاعدہ سر کو اوپر نیچے کیا تھا ریبال دروازے پہ ہی رک گیا تھا

"شام میں کہاں تھے تم لوگ؟ دوبارہ سوال

"اسائیمنٹ بنا رہے تھے جو ہو گیا اور یہ کیوں آپ پولیس آفیسرز کی طرح تفتیش کر رہی ہیں؟ راعنہ نے ریبال کو ڈانٹ نا پڑنے پر جھنجھلا کر کہا

"راعنہ تم نے موسم دیکھا ہے بھائی کو دھکا دیا اگر اسے بخار ہو گیا تو؟

"اوکم آن ماما کچھ نہیں ہوتا چھوٹے بندر جاؤ چینج کرلو اور خود سوئیمنگ کی ہے میں کیوں دھکا دوں گی اسے" عرشین بیگم جانتی تھی کہ یہ ضرور اس کی کارستانی ہے دوبارہ لاؤنج کے گیٹ کی طرف دیکھا تو وہ وہاں نہیں تھا

"راعنہ وہ کونسا دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ میری خواہشات کو مکمل کرے گا" عرشین بیگم کچن کی طرف جاتے ہوئے بولیں تھیں گھر کے سارے کام فیروزہ اور اس کی بیٹی افروز ہی کرتیں تھیں لیکن کچن عرشین بیگم خود سنبھالتی تھی

"ماما کچھ خواہشات ادھوری ہی رہ جاہیں تو اچھا ہے ورنہ وہ مکمل ہونے کہ بعد بہت تکلیف دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ اپنا فلسفہ مکمل جھاڑتی ریبال نے ٹھنڈے پانی سے بھرا جگ اس پہ انڈیل دیا تھا

"ریبااااال یہ کیا کیا تم نے؟

وہ اتنی زور سے چیخی تھی کہ عرشین بیگم کچن سے نکلی تھی

ریبال کے ہاتھ میں پانی کا خالی جگ اور چلاتی راعنہ کو دیکھ کر وہ سمجھ گئیں تھیں

www.novelsclubb.com

"ریبال اپنا ادھار نہیں رکھتا کسی پہ ماہ" یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے کی طرف گیا راعنہ نے دانت پیسے جبکہ عرشین بیگم کا ہاتھ جوتے کی طرف جاتے جاتے رہ گیا تھا

oooooooooooooooooooooo

وہ دونوں چینج کرنے کے بعد راعنہ کے کمرے کی کھڑکی کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے جہاں سے چاند نظر آرہا تھا تقریباً رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے

"دُراب راعنہ ریبال کہاں ہو تم لوگ" عرشین بیگم کی روتی آواز آئی تھی

"یا اللہ خیر! وہ دونوں خوفزدہ سے باہر بھاگے تھے

آواز لائبریری سے آرہی تھی

اندر کا منظر دیکھ کر تینوں کے قدم Library کی چھوکھٹ پر ساکت ہوئے تھے

oooooooooooooooo

....

اس کی ساکت نظریں سامنے دیوار پر تھیں وہ بالکل ساکت کھڑی تھی دور سے دیکھنے پہ کسی بے جان مورتی کا گمان ہوتا چہرہ بے تاثر اور لٹھے کی مانند سفید تھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ریبال عرشین بیگم کے ساتھ بینچ پر بیٹھا انہیں تسلی دینے کے ساتھ ساتھ وقفے وقفے سے اپنی آنکھوں میں آئی نمی بھی صاف کر رہا تھا وہ منہ ہی منہ کچھ پڑتی بھی جاتیں

دُراب پریشانی سے کبھی دائیں کبھی بائیں چکر کاٹ رہا تھا

پچھلے آدھے گھنٹے سے اختر صاحب اندر تھے ڈاکٹرز نے ابھی تک کچھ نہیں کہا تھا

یہ آدھا گھنٹہ انکے لیے ایک صدی کے برابر تھا

سامنے سفید دیوار کو دیکھتے اس کی نظروں میں ایک کے بعد ایک منظر ابھر رہا تھا

"راعنہ ریبال دیکھو بابا کیا لائے ہیں؟ اختر صاحب لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولے تھے

"کیا لائیں ہیں بابا؟ آٹھ سالہ راعنہ اور ریبال جو دونوں سیم کلر کی ڈریسز میں تھے ایک ساتھ بولے تھے

"بابا دونوں کے لیے سیم سیم رموٹ کار لاہیں ہیں" اختر صاحب نے پہلے دونوں

کے گال چومے تھے پھر دونوں کی کارزا نہیں دکھاہیں تھیں

"بابا یہ بہت پیاری ہے"راعنہ چہکی تھی

"اختر کبھی بیٹی کے لیے کوئی گڑیا بھی لادو"عرشین بیگم کچن سے انکی آوازیں سن کر نکلی تھی مگر یہ سب دیکھ کر ہمیشہ کی طرح انکا پارہ ہائی ہوا تھا

"ماما آئی ڈونٹ لائیک ڈولز"ہمیشہ کی طرح ڈولز کا سن کر راعنہ نے ناک پھلایا تھا

"بیٹا لڑکیاں تو ڈولز سے کھیلتی ہیں"

"ماما وہ اور لڑکیاں ہوتی ہیں میں راعنہ ہوں"آٹھ سالہ راعنہ کی بات سن کر لاؤنج میں اختر صاحب کا قہقہ گونجا تھا

اس سے پہلے کہ یہ منظر آگے بڑھتا دوسرا ابھرا تھا

"بابا آج میں دوبارہ ریس میں جیت گئی"وہ اسکول یونیفارم میں تھی بالوں کی دو چوٹیاں بنائی تھیں جن میں ریڈ ربنز لگیں تھی

"ماشاءاللہ"مسکرا کر اسے دیکھا اور موبائل سائیڈ پہ رکھتے ہوئے وہ اٹھے

www.novelsclubb.com

میری بیٹی کبھی نہیں ہارتی کیونکہ جیتنا اسکی فطرت ہے" اختر صاحب نے بیڈ سے اٹھ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا

"میری گڑیا کی رگوں میں تو جیت کا خون دوڑتا ہے" کبھی دُراب کی کہی بات اس کے کانوں میں گونجی تھی

"راعنہ تم ہر بار جیت کیسے جاتی ہو؟ ہر بار اس کے جیتنے پر ریبال کا حیرت سے پوچھا گیا سوال اس کے لاشعور کے پردے پہ گونجا تھا

"آج راعنہ ہار جائے گی" اس کے دماغ نے تمسخر سے کہا

اس سے پہلے کہ وہ کوئی دلیل پیش کرتی

دروازہ کھلنے کی آواز ہوئی دُراب کے چلتے قدم رکے عرشین بیگم نے چونک کے سر اٹھایا ریبال بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا راعنہ نے بے اختیار آنکھیں میچیں یہ لمحے اس کی بیس سالہ زندگی کے سب سے بھاری لمحے تھے

"پیشنٹ نے کسی بات کا اسٹریس لیا ہے ابھی ٹھیک ہیں کوشش کریں کہ وہ مزید

اسٹریس نالیں ورنہ میجر ہارٹ اٹیک کا بھی خدشہ ہے"ڈاکٹر دُراب کا کندھا تھپتھپا کر آگے بڑھ گیا

عرشین بیگم دوبارہ بینچ پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی ریبال نے نم آنکھوں سے گہرا سانس لیا راعنہ نے تشکر سے اوپر چھت کی جانب دیکھا تھا جیسے اللہ پاک کا شکریہ ادا کر رہی ہو کہ اسنے ایک بار دوبارہ اسے جیتا دیا تھا ایک بار دوبارہ وہ اپنے بابا کو جیت گئی تھی

کیا یہ جیت کافی ہے؟

کیا ہمیشہ ایسے ہی جیتا جاتا ہے؟

کیا ہمیشہ جیتنے والے قسمت سے بھی اسی طرح جیت جاتے ہیں؟

ہسپتال کی راہداریوں نے سرگوشیوں میں یہ سوال کیے تھے

اور جواب تو اب وقت نے دینا تھا!

ooooooooooooooooooooo

"بھیا آپ ادھر ہی رہیں میں ماما کو گھر لے جا رہی ہوں" پچھلے پینتالیس منٹ سے

اس کے منہ سے نکلنے والے یہ پہلے الفاظ تھے

"نہیں میں نہیں جاؤں گی میں ادھر ہی ہوں"

"ماما پلیز" وہ التجائیہ انداز میں بولی

"راعنہ تم میری ماں نہیں ہو میں ہوں تمہاری ماں اگر تم جانا چاہتی ہو تو جاؤ" انکا

لہجہ سخت ہوا تھا

"اٹس اوکے" وہ تیزی سے راہدری میں آگے بڑھ گئی

دُراب پریشانی سے اس کے پیچھے لپکا جبکہ ریبال ہلکے سے مسکرا رہا تھا

(وہ اپنی بہن کے خرافاتی دماغ سے اچھے سے واقف تھا)

oooooooooooooooooooooooo

"ہنی آئی ایم سوری ماما پریشان ہیں اسی لیے روڈ بی ہیو کیا" وہ اس کے پیچھے تیز تیز

چلتے بولا

"افقو بھیا سوری کیوں کر رہے ہیں آپ"

"تمہیں برا نہیں لگا" وہ اسکے سامنے کھڑا ہوا

"مجھے کیوں برا لگے گا وہ میری ماما ہیں انہیں ہی تو حق ہے کہ وہ مجھے کچھ بھی بول سکتی ہیں" وہ اسکی سائیڈ سے نکل کر دوبارہ چلنے لگی

"اچھا جا کہاں رہی ہو؟ وہ حیران تھا اس دھوپ چھاؤں کے منظر پر

"بھیاااااا! وہ جھنجھلائی

"بہناااااا! اسی کے انداز میں بولا

"بھیا ماما نے کچھ بھی نہیں کھایا مجھے پتہ تھا وہ کچھ بھی نہیں کھائیں گی اسی لیے اب انہیں لگے گا کہ میں ناراض ہو گئی ہوں تو ایک دو نوالے مروّت میں ہی سہی کھالیں گیں" اس نے جان چھڑانے والے انداز میں بتایا دُراب نے آنکھیں سکیڑ کے اسے دیکھا تھا

اور واقعی مروّت میں ہی سہی مگر عرشین بیگم نے اس کی لائی بریانی کھائی تھی اس

نے ایک بار واپس حیران کر دیا تھا

(وہ ہمیشہ حیران کرتی تھی)

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

کل صبح ہی اختر صاحب کو ڈسچارج کر کے گھر لایا گیا تھا راعنہ اور ریبال یونی گئے تھے کیونکہ انہیں اسائیمنٹ سبمٹ کروانی تھی اختر صاحب کی طبیعت اب کافی بہتر تھی

"How are you My handsome and young Baba jani?"

اختر صاحب کی کشادہ پیشانی کو چومتے ہوئے اس نے پیار سے پوچھا

"بالکل ٹھیک ٹھاک میری شہزدی"

اسی کے انداز میں اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا

"بابا ہم بھی ہیں ادھر مگر مجال ہے جو اس گھر میں اس حسین چڑیل کے علاوہ کسی پہ نظر پڑ جائے کسی کی غلطی سے بھی"

ریبال جلے کٹے انداز میں بولتے ہوئے اختر صاحب کی بائیں طرف بیٹھا تھا

"ریبال تم نے مجھے چڑیل بولا"

"کیوں تم نے نہیں سنا کیا چڑیل"

"ریبال کیا میں نے تمہاری بدصورت بیوی کا خون کیا ہے جو تم مجھے چڑیل کہہ رہے ہو"

اس کی مصنوعی معصومیت سے کی گئی بات پہ ریبال تو سٹپٹایا جبکہ اختر صاحب اور دُراب کی ہنسی چھوٹی

"یا میرے اللہ یہی کسر رہ گئی تھی بس اب یہ بھی پوری ہو گئی اب اس مہارانی نے بھابھی کو پکڑا ہے جو کہ ابھی تک ہے ہی نہیں اور باپ بھائی اس کی زبان درازی پہ دو لگانے کے بجائے ہنس رہے ہیں" اختر صاحب کے لیے سوپ جبکہ باقی سب کے لیے چائے لاتے ہوئے عرشین بیگم کی دُہائیاں عروج پر تھیں

"مما اس نے مجھے چڑیل کہا تھا" ریبال کے چہرے پہ مسکراہٹ جبکہ اختر صاحب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور دُراب تیسری جنگ عظیم دیکھنے کے لیے خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے

"اس کے چڑیل بولنے پہ کیا تم اپنی بھابھی کو بولو گی دُراب تم کچھ اپنی عمر کا ہی لحاظ کر لو ارے کل کو یہ تمہاری بیوی کے سامنے ایسی بدزبانی کرے گی کیا عزت رہ جائے گی ہماری "اب تیر کا رخ دُراب کی طرف تھا اور سوچوں کا رخ مستقبل کی طرف

"مما آپ کی جنگ میرے ساتھ ہے بھیا کو کیوں بول رہی ہیں "دُراب کو سٹپٹاتے دیکھ کر راعنہ نے اس کا دفاع کیا

"شرم کرو شرم لڑکی جیسے ماں سے نہیں اپنی ہی ہم عمر لڑکی سے بول رہی کہ جنگ میرے ساتھ ہے "عرشین بیگم کا پارہ ہائی ہو گیا تھا جبکہ راعنہ پر سکون سی جواب دینے کے ساتھ ساتھ چائے بھی کپ میں نکال رہی تھی

"بیوٹیفل لیڈی ریلکس کریں بڑے بڑے شہروں میں چھوٹی چھوٹی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں "سب کو چائے کے کپ پکڑاتے ہوئے عرشین بیگم کو پکڑایا اور خود اپنا

کپ اٹھا کر اختر صاحب کی دائیں طرف بیٹھ گئی

"اور مائیں بد ذبان بیٹیوں کو جوتے بھی مارتی ہیں" راعنہ ہنسی تھی سب کے چہروں

پہ مسکراہٹ تھی سوائے بیوٹیفل لیڈی کے

وہ باہر کسی کو گھاس نا ڈالنے والی لڑکی گھر میں ہر بات ہنسی میں اڑا دیتی تھی بقولِ

اسکے اپنوں یعنی ماں باپ بہن بھائی کی باتیں انکی ڈانٹ دل پہ نہیں لینی چاہیے انکے

ساتھ سب چلتا ہے

oooooooooooooooooooooooooooooooo

راعنہ لائیبریری میں گئی وہاں ٹیبل پہ ڈائیری اور پین رکھا دیکھ کر اس نے وہ اچھنبے

سے اٹھایا کیونکہ اختر ہاؤس میں کوئی ڈائیری نہیں لکھتا پہلے صفحہ چھوڑ کر اگلے صفحے

سے لکھنا شروع کیا گیا تھا وہ ادھر ہی چیئر پر بیٹھ کر پڑھنے لگی پڑھنے کے بعد اسنے کچھ

سوچتے ہوئے وہ ڈائیری اپنے کمرے میں رکھ لی

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

"ماما آپ فارغ ہیں؟راعنہ نے صوفے پہ بیٹھی عرشین بیگم کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا

"کوئی کام تھا کیا؟سوال کے جواب میں سوال

"جی ماما" دوبارہ خاموش

"راعنہ تم کب سے تمہید باندھنے لگی ہو"حیرت سے اسے دیکھا

"ماما میں نے آپ کو کچھ دکھانا تھا آپ چلیں میرے ساتھ" وہی ازلی اعتماد عود کر آیا تھا

"راعنہ میں کہہ دے رہی ہوں کوئی فضول حرکت ہوئی تو دُراب کیا آج دُراب کا بابا بھی تم دونوں کو میرے جوتے سے بچا نہیں پائے گا" آنکھوں سے پاؤں کی طرف اشارہ کیا

"مما اتنی خطرناک دھمکیاں بعد میں بھی دے سکتی ہیں آپ اب چلیں بھی" دھمکی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کا کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تھا

"راعنہ اب دکھا بھی دو مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ" عرشین بیگم جھنجھلا گئیں وہ اسے نیچے لاؤنج سے اوپر اپنے کمرے میں لائی اور اب بیڈ پر بٹھا کر خود الماری کھول رہی تھی

"ریبال اب تمہیں اندر آنے کے لیے دعوت نامے کی ضرورت ہے کیا" عرشین بیگم حیران سی اسے دیکھ رہی تھی

"یہ پڑھیں ماما" ایک سیاہ کور والی ڈائیری ماں کی طرف بڑھائی انکے چہرے سے حیرانی کے ساتھ ساتھ پریشانی بھی جھلک رہی تھی

oooooooooooooooooooo

میں ایک ایسی سرحد پر کھڑا تھا کہ جس کی ایک طرف میری پیار کرنے والی اماں میرا اپنے فیصلوں پہ اڑا رہنا والا بابا میرے بھائی اور اکلوتی بہن تھی میرے خون کے

رشتے تھے اور دوسری طرف میرے خوابوں کی شہزادی تھی جواب میری چھوٹی سی سلطنت کی بے تاج ملکہ ہے میں سرحد کے اُس پار چلا گیا جہاں میری ہونے والی شریکِ حیات تھی مجھے لگا اس سرحد کے دروازے میرے لیے ہمیشہ کھلیں ہونگے لیکن میں یہ بات بھول گیا تھا کہ ہر چیز کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے مجھے اندازا نہیں تھا کہ یہ دروازا پار کرتے ہی میرے بابا اس دروازے کو تالا لگا کر چابیاں کسی دور سمندر میں پھینک دیں گے اور ان چابیوں کو شاید کوئی مچھلی نگل گئی کیونکہ آج اس دروازے کو پار کیے ہوئے اٹھائیس سال گزر گئے لیکن وہ چابیاں میں ڈھونڈ نہیں پایا

www.novelsclubb.com

اس انا کی دیوار نے میرے ماضی کو میرے لیے ازیت بنادیا

oooooooooooooooooooooo

"راعنہ تمہیں شرم نہیں آئی اپنے باپ کی ڈائیری پڑھتے ہوئے؟ عرشین بیگم

بھڑک گئیں

"ماما اب ہم نے پڑھ لی تو اس لیکچر کا کچھ نہیں ہو سکتا اب ہمیں بتائیں یہ سب کیا ہے؟ وہی پر سکون لہجا

"راعنہ ــــــــــــــــ"

"ماما پلیز آپ نے ہمیں بچپن سے کہا کہ اپنے بابا سے انکے خاندان ہم اپنے کزنز دادا دادی چاچو پھپھو کے بارے میں کچھ نا پوچھیں کیونکہ وہ ہرٹ ہونگے اور ماما ہم نے نہیں پوچھا لیکن آج بابا کی یہ حالت ہم سب جانتے ہیں کہ کیوں ہے پلیز ماما بابا کے لیے مجھے اور ریبال کو بتائیں کہ ایسا کیا ہوا تھا پلیز" ریبال اس کے پیچھے کھڑا تھا جبکہ وہ عرشین بیگم کے گھٹنوں پہ دونوں ہاتھ رکھے دوزانوں بیٹھی تھی

"مجھے نہیں پتہ" نظریں چرائیں

"اچھا ٹھیک ہے راعنہ ہم بابا سے پوچھ لیتے ہیں انکی طبیعت خراب ہے اگر اور بھی خراب ہو گئی تو کیا ہوا جب ماما کو ہی فکر نہیں تو ہم کیوں کریں" ریبال باقاعدہ

دروازے کی طرف مڑا

"تم دونوں بہت ضدی ہو" جیسے ہار مان لی

عرشین بیگم نے اسے شانوں سے پکڑ کر اپنے برابر بٹھایا تھا ریبال کو بھی بلایا دونوں کے چہرے کھل اٹھے تھے راعنہ نے داد دیتی نظروں سے ریبال کو دیکھا تھا

بقولِ راعنہ ریبال کو ایک ہی چیز آتی تھی اور وہ تھی "بلیک میلنگ"

oooooooooooooooooooooo

"ماضی:

www.novelsclubb.com

(نواز اپنے ماں باپ کا اکلوتا تھا اس کی شادی اپنی کزن ماہ نور سے ہوئی تھی شادی سے دو سال پہلے نواز کے ابو کی روڈ ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہو گئی تھی گھر میں اب صرف وہ اور اس کی والدہ رہتے تھے تو گھر کی ویرانی کو ختم کرنے کے لیے اس کی والدہ نے نواز کی شادی اسکی رضامندی کے ساتھ اپنی بھتیجی کے ساتھ کروا دی ڈیڑھ سال

بعد انکے گھر میں ایک اور فرد کا اضافہ ہو گیا وہ عرشین تھی ماں اور باپ کی لاڈلی ہونے کے ساتھ ساتھ دادی کی بھی اس میں جان بستی تھی پانچ سال تک سب صحیح تھا لیکن پانچ سال بعد نواز کی اچانک موت سے ماہ نور کے حواس ہی سلب ہو گئے اور اپنی عدت کے کچھ عرصے بعد ہی عرشین کو اس کی دادی کے حوالے کر کے وہ بھی چل بسیں)

oooooooooooooooooooooooooo

"عرشی دادی کی طبیعت کیسی ہے؟

"بس ٹھیک ہے وہ میرے لیے بہت پریشان ہیں وہ چاہتی ہیں کہ میری جلد از جلد شادی کر دیں تم کب بات کرو گے اپنے گھر والوں سے؟

وہ سیاہ پرنٹڈ کمیض اور سیاہ سادھی شلوار دوپٹہ صحیح سے سر پہ جمائے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے ساحل سمندر پہ کھڑی تھی اس سے کچھ فاصلے پہ وہ کھڑا اتھا ڈارک بلیو کمیض شلوار آستینیں کہنیوں تک چڑھائی ہوئی تھیں اس کے بال ہوا سے اڑ کر

پیشانی پر گر رہے تھے دونوں ہاتھ پیچھے موڑے کمر پہ باندھے ہوئے تھے

"عرشی ابھی ویسے بھی لاسٹ سمسٹر ہے اس بار بات کر لوں گا"

"کیا انکل مان جائینگے"

"اصولاً تو انہیں ماننا چاہیے کیونکہ ابھی تک تو میں نا منگنی شدہ ہوں اور نا ہی شادی شدہ"

دونوں کو ہنستے سمندر کی لہروں ڈوبتے سورج اپنے آشیانوں پہ لوٹتے پرندوں دور سے نظر آتے پہاڑوں کی چوٹی پر بیٹھی قسمت کی پری نے طنزیہ مسکراہٹ سے دیکھا تھا

www.novelsclubb.com

ooooooooooooooooo

خاکی کمیض کے ساتھ خاکی گھیر دار شلوار سیاہ بال ہوا سے پیچھے کی جانب اڑ رہے تھے شیو کیے جیسے ایک دو دن ہو گئے تھے آس پاس گندم کے لہلاتے کھیتوں کے بیچ وہ کچے راستے پہ چل رہا تھا ایک ہاتھ سے موبائل کان پر رکھے وہ بات سن رہا تھا

چہرے پہ پریشانی کے آثار نمایاں تھے

"عرشی مجھے خود سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا کروں؟دوسرے ہاتھ سے وہ بار بار اپنی پیشانی مسل رہا تھا شاید پریشانی میں ایسا کرنے کی اسے عادت تھی

"اختر تم نے تو کہا تھا کہ تمہاری منگنی وغیرہ نہیں ہوئی پھر اب یہ سب؟

"یہ بابا کے اچانک کیے گئے فیصلے ہیں اچھا تم پریشان نا ہو کل میں آؤں گا پھر کرتے ہیں کچھ "اب وہ ایک جگہ رک گیا تھا اور اپنے آشیانوں کو لوٹتے پرندوں اور اپنے اپنے گھروں کو لوٹتے کسانوں کو دیکھ رہا تھا

"آؤ گے نا پکا"آواز میں ایک انجانا سا خوف تھا

"جی حضور ضرور آؤں گا" جیسے تیسے اسے یقین دلا کر فون رکھ دیا البتہ چہرے پہ پریشانی کے آثار نمایاں تھے

oooooooooooooooooooooo

اماں میں نے کہا ہے نا کہ میں اسماء سے شادی نہیں کر سکتا میری رضامندی کے بنا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آپ اور بابا کیسے بات پکی کر سکتے ہیں؟ لہجے میں جھنجلاہٹ واضح تھی

"کیوں کیا برائی ہے اس میں اور تمہارے بابا اپنے چھ فٹ کے بیٹے کی شادی کا فیصلہ نہیں کر سکتے"

بلقیس بیگم صحن میں پام کے درخت کے نیچے چار پائی پہ بیٹھی تھیں سفید دوپٹہ نماز کی طرح سر پہ سلیقے سے باندھا ہاتھ میں فیروزی موتیوں والی تسبیح تھی ساتھ ساتھ وہ کچھ پڑھتے ہوئے اس کے دانے بھی گرائے جا رہی تھی

"اماں میں کہہ رہا ہوں کہ میں اسماء سے شادی نہیں کروں گا" حتمی لہجہ تھا غصہ ضبط کرنے کی وجہ سے آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں

"تم کرو گے کیونکہ اگر تم نے نہیں کی تو یاد رکھو کہ میں اپنا بھائی اور تمہارا بابا اپنی بہن کھو دے گا"

"اماں آپ لوگ اپنا فیصلہ نہیں بدلیں گے"

"بالکل نہیں" یہ آواز بلقیس بیگم کی نہیں بلکہ اسکے پیچھے کھڑے یوسف صاحب کی

تھی

"بابا گستاخی معاف لیکن اگر آپ لوگ اپنے بہن بھاہیوں کو نہیں کھونا چاہتے تو ٹھیک ہے کھو دیں اپنے بیٹے کو" یہ کہتے ہوئے وہ رکا نہیں تھا اس سے پہلے کہ وہ دروازے سے نکلتا باپ کی آواز نے اس کے قدم روکے تھے

"اختر آج تم یہاں سے گئے اگر تم میں زرا سی بھی غیرت ہو گی تو دوبارہ ادھر کا رخ نا کرنا" بلقیس بیگم کا ہاتھ دل پہ گیا تھا اختر مڑا نہیں تھا پار کر گیا تھا اس گھر کی دہلیز شاید ہمیشہ کے لیے۔۔۔۔۔۔

اس دن انا اور ضد نے ایک ماں بیٹے کو جدا کیا تھا

oooooooooooooooooooooooooo

"وہ ہمارا بیٹا ہے پلیز اس کی بات مان لو"

زیادہ رونے کی وجہ سے بلقیس بیگم کی آنکھیں سوج گئیں تھیں آواز بھاری اور ناک سرخ ہو گئی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ ہمارا بیٹا" تھا" (تھا پہ زور دے کے واضح کیا) جب اس نے اس حویلی کی دہلیز کو پار کیا تھا اس دن وہ مر گیا تھا اب جس نے بھی اس کا اس حویلی میں نام لیا اس کو بھی ہم اس کے پاس بھیج دیں گے ہمارے بچے اب صرف کریم، اکبر اور ہاجرہ ہیں بس اس کا نام کوئی نہیں لے گا"

یوسف صاحب اپنا حکم جاری کر کے جا چکے تھے اور اس گھر میں کسی کی مجال نہیں تھی کہ انکے حکم کے خلاف جاتے-----------

oooooooooooooooooooooo

"اختر کیا تمہارا دل مطمئن ہے کیا یہ سب ہم ٹھیک کر رہے ہیں" پریشانی عرشین کے چہرے سے بھی واضح ظاہر تھی

"عرشی پھر تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں ہمارے پاس کوئی بھی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ آج شام میں ہم دونوں نکاح کر لیں" کوئی امید نہیں تھی

"اختر شاید انکل مان جائیں" ایک آخری امید کا دیا تھمانے کی کوشش کی

"اب بیلہ گیا تو بابا میری شادی اسماء سے کروا کے ہی مجھے دوبارہ کراچی بھیجے

گیں" اس آخری دیے کو بڑی بے دردی سے بجھا دیا

اس دیے کے بجھنے کے بعد عرشین نے بھی کوئی نیا دیا جلانے کی کوشش نہیں کی

oooooooooooooooooooooooo

"دادی نے ساری بات سننے کے بعد اختر کو سمجھانا چاہا لیکن جب وہ اپنی بات پہ ڈٹا رہا

تو دادی نے کچھ لوگوں کی موجودگی میں سادگی سے دونوں کا نکاح کروا دیا

عرشین کے والد کا بزنس اب اختر سنبھالنے لگا

oooooooooooooooooooo

www.novelsclubb.com

شادی کے دو سال بعد:

"آپ دکھی ہیں؟

"نہیں یار میں کیوں دکھی ہوں گا اتنی پیاری بیوی اور اتنا کیوٹ سا بیٹا ہے میرا" اپنے

لب تین دن کے دُراب کی پیشانی پہ رکھ دیے

"آپ مجھ سے بھی کچھ چھپا سکتے ہیں؟ حیرت سے پوچھا

"اچھا یہ بیوٹیفل لیڈی کیا چاہتی ہے؟ گویا ہار مان لی

"ایک اور بار بابا کے پاس جاؤ پلیز میرے لیے"

"عرشی پلیز" بیڈ پہ بیٹھ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے

"کیا آپ اپنی عرشی کی اتنی بات بھی نہیں مان سکتے؟ معصومیت بھرا سوال

"تم ہمیشہ مجھے یوں مجبور کرتی ہو" ڈانٹ بھی مگر پیار بھرے لہجے میں ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھے

"میں کوشش کروں گا لیکن وعدہ کرو۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے وقفہ دینے پہ اس نے قدرے حیرت سے اسے دیکھا

"کیا؟

"یہی کہ یہ آخری دفعہ ہے" وعدہ لیتے وقت چہرے پہ ایک سوگوار سی مسکراہٹ تھی اداس مسکراہٹ

oooooooooooooooooooo

اگلے دن جب اختر بیلہ گیا تو وہ ہوا جس کی امید نہیں تھی بابا نے اختر کو بیٹھک میں بلا کے صرف ڈانٹا ہی نہیں اماں سے ملنے بھی نہیں دیا اور کہا کہ اگر ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو اپنی بیوی کو طلاق دے دو اور پھر اس کے بعد اختر دوبارہ نہیں گیا اور نا ہی میں نے دوبارہ کہا۔۔۔۔۔" خاموشی چھا گئی

"ماما پھر آپکی دادی؟ ایک فسوں کا ماحول ختم ہوا تھا

"انکی ہماری شادی کے کچھ مہینوں بعد ڈیتھ ہو گئی دادی بھی چلی گئی" سیاہ نین نمکین پانی سے بھر گئے

"خدا کے لیے ماما آپ رو کیوں رہی ہیں یہ سب قسمت کا لکھا تھا" ریبال نے انکے آنسو صاف کیے

"نہیں ریبال ہمیشہ قسمت کا لکھا نہیں ہوتا ہم اپنی کی گئی غلطیوں اور ان پہ ملی جانے والی سزا کو قسمت کا نام کیوں دیتے ہیں؟ ہم یہ بلیم گیمز کیوں کھیلتے ہیں؟ بلیم کرنا

بند کرو خود کو وقت کو ماضی کو حالات کو لوگوں قسمت کو جو ہوا اسے چھوڑ دو اس سے سیکھ کر آگے بڑھ جاؤ۔۔۔

"راعنہ اب اپنے فلسفے جھاڑنے کے بجائے کوئی حل سوچو" ریبال نے دانت پیس کر کہا

"نہیں تم دونوں کچھ نہیں کرو گے "

دونوں نے حیرت کی زیادتی سے دیدے پھاڑ کر عرشین بیگم کو دیکھا تھا

"کیوں مما کیا ہم نے یہ فیری ٹیل آپ سے ٹائم پاس کے لیے سنی ہے؟ راعنہ کے معصومیت سے پوچھے گئے سوال میں چھپا گہرا طنز عرشین بیگم سمجھ چکی تھی

"لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتیں راعنہ نے انکی بات کاٹی

"مما یو نو واٹ (عرشین بیگم کا ایک ہاتھ تھام لیا) آپ لوگ سوچتے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن آپ لوگ یہ نہیں جانتے کہ خود کبھی سب ٹھیک نہیں ہوتا اس کے

لیے ہاتھ پاؤں مارنے پڑتے ہیں اپنے ماضی کو کبھی اپنے لیے ازیت نا بناؤ جیسے آپ نے اور بابا نے بنایا بلکہ اس سے سیکھ کر آگے بڑھ جاؤ Move on کر جاؤ اور دوبارہ وہ غلطی نا کرو"

"تو تم مجھے یہ سب کیوں بتا رہی ہو؟ اپنا ہاتھ کھینچا مگر راعنہ کی گرفت مضبوط تھی

"اس لیے ماما تا کہ آپ اپنی غلطی دوبارہ نا دھرائیں بابا نے کہا میں نہیں جاؤں گا تو آپ نے بھی کوشش نہیں کی لیکن ماما میں آپکی طرح انتظار نہیں کرنا چاہتی کہ کوئی آئے اور کہے کہ راعنہ اختر تمہارے دادا نے تمہیں گاؤں میں دعوت کی ہے بلکہ راعنہ اختر خود انہیں دعوت کرنا چاہتی ہے" انکا ہاتھ دبایا گویا تسلی دی تھی اس کی آخری بات پہ دونوں کے لبوں پہ ہلکی مسکراہٹ آ کے معدوم ہوئی

"لیکن میں نے تو انہیں کہا تھا جائے" ملال سے کہا جیسے انہوں نے اپنی شرمندگی پہ پردہ ڈالنا چاہا

"مما آپ نے کہا تھا تب جب بھیا تین دن کے تھے اور آج وہ چھبیس برس کے

نوجوان ہیں مما آپ اندازا کر سکتیں ہیں کہ دادی پہ کیا گزری ہوگی کیونکہ آپ بھی ماں ہیں" وہ خاموش ہوگئی جانتی تھی کہ آج کے لیے اتنا کافی ہے

(ایک بار دوبارہ اس نے ریبال کو حیران کردیا تھا)

اگلے ایک دودن میں ان دونوں نے اپنی صلاحیتوں کے پیشِ نظر کچھ کرنے کے لیے عرشین بیگم کو منالیا تھا

oooooooooooooooooooooooo

صبح کے ساڑھے نو بجے تھے وہ دراز قد آئینے کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی

گرے اسٹائیلش سی گھٹنوں سے تھوڑا نیچے آتی کرتی جس پہ سیاہ دھاگے سے گلے آستین اور دامن پہ کام ہوا تھا ساتھ بلیک کھلا ٹراؤزر پہنا سیاہ بالوں کی اونچی پونی ٹیل بنائی ہوئی بلیک دوپٹے سے اسکارف بنایا ہوا سرخ وسفید چہرے پہ صرف سن بلاک

لگایا اور ہونٹوں پہ لپ گلو سیاہ آنکھوں میں کاجل ندارد تھا تھوڑی کا گڑھا واضح تھا جو اسے منفرد اور حسین بناتا تھا اس کے چہرے کے نقش اپنی ماں کی طرح ہی دلکش تھے اور بلیک اینڈ وائٹ جو گرز پہنے تھے

?Raibi are you ready"

وہ اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے زور سے بولی

"yes boss"

کسی تابعدار ملازم کی طرح ریال کے آواز آئی تھی

کشادہ پیشانی صاف رنگت سیاہ بڑی آنکھیں ہلکی داڑھی اور مونچھیں سیاہ ٹی شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز پہنے گھنے سیاہ بالوں میں سلیقے سے سائیڈ والی مانگ نکالے سیاہ جو گرز پہنے وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا

"چلیں حضور"

"ہاں چلو غلام" کسی شہزادی کی طرح تحکم بھرے لہجے میں کہہ کر وہ آگے بڑھی

"بڑی آئی غلام والی عزت راس نہیں آتی اس دو نمبر شہزادی کو" وہ بھی بڑ بڑاتا ہوا اس کے پیچھے گیا اس کی بڑ بڑاہٹ اسنے واضح سن لی تھی مگر جواب دینے کے بجائے وہ بس مسکرا دی

oooooooooooooooooooooo

وہ دونوں جامعہ کراچی (uni of karachi) کے داخلی دروازے کنیز فاطمہ کے بیچ و بیچ کھڑے تھے

دونوں سیاہ کمیض کے ساتھ گھیر دار شلوار پہنے سیم براؤن بیگ ایک کندھے پہ ڈالے بالوں کو اچھے سے کنگھی کیے کافی حد تک ایک جیسے لگ رہے تھے دور سے دونوں ایک جیسے لگتے جبکہ نزدیک سے فرق واضح ہوتا ان میں سے ایک کی آنکھیں سیاہ جبکہ دوسرے کی شہد رنگ تھیں باقی چہرے کے خدوخال کافی ایک جیسے تھے آگے یونی میں یوں لگتا کہ آدھی دنیا آباد ہے آج دونوں کا پہلا دن تھا وہاں کسی اسکول یا کالج کی طرح سب مخصوص یونیفارم میں نہیں تھے بلکہ رنگ برنگے

کپڑوں میں تھے کوئی لڑکی عبایا پہنے تو کوئی چادر کوئی دوپٹے میں تو کسی کا دوپٹہ بھی ندارد لڑکے کوئی کمیض شلوار میں کوئی پینٹ شرٹ میں کسی کے کندھے پہ بیگ لٹکا ہوا کسی کے پاس نوٹس تو کوئی ہاتھوں میں کتابیں تھامے ہوئے تھا کوئی ٹولیوں کی صورت کھڑا باتیں کر رہا تھا تو کوئی کچھ ڈسکس کر رہا تھا کوئی پریشانی سے کلاس کی طرف بھاگ رہا تھا کہ لیٹ ہونے پہ کلاس سے آؤٹ نا کر دیا جائے اور کوئی مطمئن سا کلاس بنک کر کے کینٹین میں کھانے کے مزے اڑا رہا تھا کہیں کپلز کی صورت میں لڑجا لڑکی بینچز پہ بیٹھے تھے غرض کہ رنگوں سے سجی ایک الگ دنیا تھی کم از کم عفان اور عثمان کو یہ الگ دنیا ہی لگی تھی

oooooooooooooooooooo

"آپ راستے سے ہٹ کر سائیڈ پر کھڑے ہو کر بھی یونی پہ ریسرچ کر سکتے ہیں" ریبال کی بات پہ دونوں نے بیک وقت مڑ کر دیکھا

"مسٹر کام سے کام رکھو اپنے" سیاہ آنکھوں والے لڑکے نے غصے سے کہا

"یار عفان چل" عثمان اپنی شہد رنگ آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے بولا

"عجیب پاگل لوگ ہیں" یہ کہتا ہوا اس سے پہلے مڑتا اس کے قدم جامد ہوئے تھے

"ہیے مسٹر جڑوا یہ پہلی غلطی سمجھ کر چھوڑ رہی ہوں ورنہ مجھے اپنے بھائی کے لیے ایسے الفاظ قطعاً برداشت نہیں ہیں" خاموش کھڑی راعنہ کا پارہ ہائی ہوتے دیکھ کر وہ دونوں دنگ رہ گئے جبکہ ریبال مسکرا دیا

"یو جڑوا پہلے اپنے بھائی کو سمجھاؤ؟ عفان بھی جواباً بھڑک کر بولا

"میرا بھائی سمجھدار ہے اور آئندہ ہمارے راستے میں نہیں آنا ورنہ تمہارے گھر والوں کو تمہاری لاش بھی نہیں ملے گی"

اسکی جوابی کاروائی دیکھ کر ریبال بوکھلا گیا تھا وہ جانتا تھا کہ اس کی حسین بہن سے کوئی بعید نہیں کہ اس لڑکے کو مار ہی نا دے

عفان کے ساتھ موجود لڑکا جو اس کا جڑوا تھا اسکا بھی قدرے یہی حال تھا

"راعنہ کم آن سر مراد کی کلاس۔۔۔۔۔۔۔"

وہ تقریباً اسے گھسیٹتے ہوئے کیفیٹیریا میں لایا تھا کیونکہ پانچ منٹ وہ لیٹ ہو چکے تھے

جامعہ کراچی کے سارے استاد punctual ہیں لیکن سر مراد ان میں کچھ زیادہ ہی punctual تھے اور انہیں ان دونوں کی پانچ منٹ کیا پانچ سیکنڈ کی بھی تاخیر منظور نہیں تھی

ooooooooooooooooooooo

"ہنی خدا کے لیے ریلکس ہو جاؤ افففو تم کب تحمل سے کام لینا سیکھو گی؟ ریبال شروع میں اسے سمجھاتے ہوئے آخر میں جھنجھلایا

"ربی زیادہ میرے باپ مت بنو" وہ بھی اسی انداز میں جھنجھلائی

"باپ کی بچی سر مراد کی کلاس۔۔۔۔۔اب کل تمہاری وجہ سے مجھے بھی بھگتنا پڑے گا"

"تمہیں آج کلاس اٹینڈ نا کرنے کا دکھ ہے یا کل کی بے عزتی کے بارے میں سوچ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر پریشان ہو رہے ہو؟ وہ اب پر سکون تھی کیا تھی وہ لڑکی لمحوں میں اپنے تاثرات پہ قابو پانے والی چاہے اس کے دماغ میں سوچوں کے جھکڑ چل رہے ہوں مگر اس کے چہرے کے تاثرات نارمل ہی رہتے تھے

"راعنہ میں جانتا ہوں تمہاری کوئی عزت نہیں ہے لیکن میری عزت کا ہی سوچ لیا کرو" اس کا سوال یک سر نظر انداز کر گیا

"اچھا جی" ایک آئیبر و اوپر کی طرف اٹھایا

"ہاں جی" وہ بھی اسی انداز میں بولا

اسنے ٹیبل سے اپنا بیگ اٹھایا مخصوص انداز میں ایک کندھے پر ڈال کر شہزادیوں سی چال چلتی کینٹین سے نکلی پیچھے ریبال بھی منہ بسورتا اسکی معیت میں چلا تھا وہ دل ہی دل میں ان دونوں بھائیوں کی سلامتی کے لیے بھی دعا گو تھا

oooooooooooooooooooooooooo

دونوں پچھلے تیس منٹ کیفیٹیریا میں گزار کر اب کلاس لینے جا ہی رہے تھے کہ

اسٹاف کلب کے سامنے ریبال کی رنگت متغیر ہوئی البتہ راعنہ کی حالت صرف ایک پل کو خراب ہوئی لیکن اگلے لمحے وہ سنبھل گئی تھی

"تم دونوں کلاس میں کیوں نہیں تھے؟ سر مراد دونوں کو گھورتے ہوئے غصے بھری آواز میں بولے

"سر ہم آ رہے تھے یونی کہ راستے میں آپ کے بچے ملے جنہیں آپ کی پیاری وائف اسکول لے جا رہیں تھیں ان سے دعا سلام کے بعد ہم یونی آئے ہم آپکی کلاس لینے آ ہی رہے تھے کہ ہمیں مس ماہین نے روک لیا انکے ساتھ باتوں میں وقت کا پتہ نہیں چلا جیسے ابھی نہیں چلا اوہو سوری سر وی آر گیٹنگ لیٹ کلاس کا ٹائم۔۔۔۔راعنہ نے کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھا پھر آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے گویا جانے کی اجازت مانگی

ریبال کبھی فراٹے بھرتی زبان کے ساتھ جھوٹ بولتی راعنہ تو کبھی لٹھے کی مانند سفید پڑتے چہرے والے سر مراد کو دیکھتا

"You may go now"

سر مراد نے بمشکل تاثرات پہ قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

سر مراد کے اجازت دینے پہ وہ ایک دل جلا دینے والی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتی مڑی اور دونوں ہموار چال چلتے چلے گئے سر مراد دونوں کو نظروں سے اوجھل ہونے تک دیکھتے رہے

جو وہ کہنا چاہتی تھی وہ اسکے کہے بغیر بھی وہ سمجھ چکے تھے

oooooooooooooooooooooooooooo

"عفان یار خدا کے لیے آج پہلا دن ہے اور تم نے پنگا لے لیا" عثمان غصے میں بولا

"میں نے پنگا لیا؟ خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا

"نہیں میں نے لیا" وہ بھی اسی انداز میں بولا

وہ دونوں ڈاکٹر محمود حسین لائبریری کی سیڑھیوں پہ بیٹھے تھے

لائبریری میں جاتے اور نکلتے اسٹوڈینٹس ایک نظر ان پہ ڈالتے ہوئے جا رہے تھے

وجہ ان دونوں کا جڑوا اور کافی حد تک ایک جیسا ہونا تھا

"عثمان تم کیوں اس لڑکی کی طرف داری کر رہے ہو؟اب کہ وہ جھنجھلایا

"میں کسی کی طرف داری نہیں کر رہا میں بس چاہتا ہوں کہ مزید پنگا لینے سے پہلے عالیار بھائی کو لازمی یاد رکھنا یہ تمہارا خود میرے ساتھ ساتھ خود تم پہ بھی احسانِ عظیم ہو گا اور اب اٹھو یہاں سے یہ سب ہمیں آتے جاتے ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے ہم جڑوا نہیں بلکہ مریخ سے اترے کوئی ایلینز ہیں" عثمان نے حتمی لہجے میں کہہ کے گویا جنگ ختم کی اور آخری جملے میں واضح بے بسی اور جھنجھلاہٹ تھی

اس کا انداز دیکھ کر صبح سے جلا بھنا عفان ہنس دیا

oooooooooooooooooooooooo

"ہنی تمہیں یہ سب کیسے پتہ چلا؟ریبال نے حیرانی سے پوچھا

"ریبال ہم یونی میں ہیں" ہنی بولنے پہ طنزیہ کہا

ریبال جانتا تھا وہ جلد جواب دینے کے موڈ میں نہیں ہے

"راعنہ آپکو یہ سب کیسے پتہ چلا؟ دانت پیستے ہوئے بولا

"یار ریال چلو چلتے ہیں مجھے بھوک بھی لگی ہے اور لائبریری سے بکس بھی ایشو کروانی تھیں" معصومیت سے کہتی یہ ریال کو دنیا کی اول نمبر چڑیل لگ رہی تھی

"راعنہ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں" خونخوار نظروں سے راعنہ کو گھور

"ابے چھوٹو پہلے پکڑ تو سہی" دل جلا دینے والی مسکراہٹ سے کہتی وہ ڈاکٹر محمود حسین لائبریری کی طرف بھاگی

oooooooooooooooooooooooo

"ہیپے مس لگتا ہے پاگل پن کے دورے پڑنے کے ساتھ ساتھ تمہاری آنکھیں بھی کام کرنا چھوڑ چکی ہیں" عفان خود سے ٹکراتی راعنہ کو گھورتے زہر خند لہجے میں بولا

(ابھی چند منٹ قبل ہی تو موڈ بحال ہوا تھا)

"مسئلہ کیا ہے تمہارا اتنی تمیز نہیں ہے کہ لڑکی سے کس لہجے میں بات کی جاتی ہے" ریال بمشکل ضبط سے بولا اسے کہاں برداشت تھا راعنہ کے لیے ایسا لہجہ

"یہ ٹکرائی تھی لگتا ہے آنکھیں ادھار رکھ کے آئی ہے" عفان کے لہجے میں کوئی فرق نہیں تھا

"عفی یار چل یہاں سے" عثمان اسے گھورتے بولا آنکھوں میں واضح تنبیہہ تھی

"ہاں لے جاؤ ہو سکے تو کسی پاگل خانے کا بھی چکر لگوا لینا دماغ پہ اچھا اثر پڑے گا" کسی ہمدرد خیر خواہ کی طرح مشورہ دے کر وہ اسکی سائیڈ سے ہو کر سیڑھیاں چڑھنے لگی

"ہیے لڑکی! عفان پیچھے سے قدرے بد تمیزی کے ساتھ ساتھ اونچی آواز میں بولا

وہ ایڑھیوں کے بل گھومی وہ تینوں اس سے دو سیڑھیاں نیچے کھڑے تھے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اپنی سیاہ پر کشش آنکھیں عفان کی آنکھوں میں گھاڑیں جب بولی تو لہجا سخت تھا

"پہلی بات مجھے شوق نہیں ہے کسی سے ٹکرانے کا تم ہی راستے پہ کھڑے مزاکرات کر رہے تھے

دوسری بات مجھے بدتمیزی برداشت نہیں

تیسری بات میں بار بار موقع نہیں دیتی

چوتھی بات راعنہ اختر سے دشمنی بہت مہنگی پڑے گی

پانچویں اور آخری بات ان باتوں کو یاد رکھنا تو بہتر ہو گا"

یہ سب کہہ کر وہ مزید ایک لمحہ ضائع کیے بغیر سیڑھیاں چڑھنے لگی ریال بھی اسکے پیچھے گیا عثمان عفان کا چہرہ دیکھ کر اپنی ہنسی ضبط کر رہا تھا جو غصے کی وجہ سے لال ہو رہا تھا

آج کی تاریخ میں راعنہ اختر سے دوبار ٹکراؤ اسے غصہ ضبط کرنے پہ مجبور کر گیا تھا

آگے جانے کیا ہونے والے تھا!!!!!!!!!!!!

oooooooooooooooooooooooo

"ریال ہیلمٹ پہنے نارمل رفتار سے بائیک چلا رہا تھا وہ پیچھے بیٹھی ایک ہاتھ ریال کے کندھے پہ تھا ابھی کچھ دیر پہلے دونوں یونی سے نکلے تھے

وہ دونوں ہلکی پھلکی باتیں بھی کر رہے تھے چہرے پہ یونی میں ہوئے واقع کا شائبہ تک نا تھا بائیک ایک آفس بلڈ نگ کے پارکنگ ایریا میں رکی راعنہ اتری ریبال بھی اترا ہیلمٹ اتارا بائیک لاک کی اور وہ دونوں اندر چلے گئے

جب وہ اندر داخل ہوئے کچھ ورکرز کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی جبکہ کچھ کی آنکھوں میں ناگواری یہ بڑے ہال نما جگہ تھی اور ورکرز کے کیبنز بنے ہوئے تھے وہ دونوں مسکراتے ہوئے لیفٹ میں داخل ہوئے اور تھرڈ فلور پہ پر تعیش آفس کے ساتھ بنے کیبن میں بیٹھے لڑکے نے دونوں کی طرف مسکراہٹ اچھالی جواباً دونوں نے مسکراہٹ اچھالی اور دونوں سامنے آفس کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے راعنہ کا ہاتھ اٹھا اور شہادت کی انگلی سے دروازے پہ مخصوص انداز میں دستک دی

"Yes!"

جواب توقع کے برخلاف آیا تھا دراصل پوچھنا چاہیے تھا (کون ؟)

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر کندھے اچکا کے دروازہ کھولا تو اندر کا منظر واضح ہوا گلاس والز جس سے باہر کا منظر واضح تھا اور ان پہ گرے اور گولڈن کلر کے کمبینیشن میں خوبصورت سے کرٹنز لگے ہوئے تھے دائیں جانب کی گلاس وال جس سے سامنے کھڑی اونچی بلڈنگز دکانیں اور روڈ پہ بہتا گاڑیوں کا سمندر نظر آرہا تھا بائیں جانب ایک ٹیبل اس کے اس پار ریوالونگ چیئر چیئر پہ دُراب بلیو پینٹ پہ وائیٹ شرٹ اور بلیو ٹائی لگائے بیٹھا تھا سامنے ٹیبل پہ دوسرے سامان اور کھلا لیپ ٹاپ رکھا تھا

"بھیا یہ کیا آج آپ میرا ناک کرنے کا انداز ہی بھول گئے مجھے ناراض ہونا چاہیئے آپ سے آپکی معصوم بہن یونی کی تکہ بریانی چھوڑ کر آئی کہ لنچ دُراب بھیا کے ساتھ کرے گی اور یہاں شہزادے صاحب ہیں کہ معصوم اکلوتی بہن کا نوک کرنے کے انداز کو پہچاننے سے انکاری ہیں اور یہ سگریٹ کی خوشبو واہ بھئی یہ کب سے شروع کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" یونی میں وہ اپنی سنجیدگی کی وجہ سے مشہور تھی لیکن

جانے کیوں وہ اپنے گھر والوں کے سامنے بچی بن جاتی تھی ریبال کبھی سمجھ ہی نہیں

پایا کہ اس کا اصل روپ کونسا ہے۔

اس سے پہلے وہ مزید اپنے زبان کے جوہر دکھاتی دُراب اپنی چیئر سے اٹھا اسے

شانوں سے تھام کر اپنی چیئر پہ بٹھایا اور مسکراتے ہوئے پانی کا گلاس اس کی طرف

بڑھایا

"ہنی ریلکس کرو سوری میری گڑیا میرا دھیان ادھر نہیں تھا" دُراب خود سے چھ

سال چھوٹی بہن کو صفائیاں دے رہا تھا

ریبال کبھی راعنہ کو دیکھتا تو کبھی بائیں طرف رکھے صوفے پہ بیٹھے نفوس کو جو

حیرانی سے یہ ساری کاروائی تک رہا تھا اس کے تاثرات سے لگ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو

(اے خدایا یہ کیا بلا ہے)

پانی پینے کے بعد جب راعنہ نے کچھ غیر معمولی محسوس کرنے پہ نظر گھمائی تو وہاں

تقریباً چھبیس ستائیس سال کا مرد بیٹھا ہاتھ میں سگریٹ لیے حیرانی سے اسے تک رہا

تھا

"بھیا" دبی آواز میں دُراب کو مخاطب کر کے سوالیہ نظروں سے صوفے کی طرف اشارہ کیا

"اوہو عالیار سوری میں تمہیں بھول ہی گیا یہ میرے جڑوا"

راعنہ چیئر سے اٹھی تھوڑی دیر پہلے اپنے زبان کے جوہر دکھانے پہ اب اسے خفت ہو رہی تھی

(راعنہ بندہ آس پاس ہی دیکھ لیتا ہے) دل ہی دل میں خود کو ڈپٹا

"یہ عالیار کریم میرا دوست بیلہ بلوچستان سے آیا ہے" دُراب مسکراتے ہوئے بولا

"بھیا بیلہ ؟

"راعنہ نے اچانک پوچھا ریال بھی چونکا صوفے سے کھڑے ہوتے عالیار نے اسے دیکھا

"صوبہ بلوچستان کی ڈسٹرکٹ ہے لسبیلہ اور اس کی تحصیل بیلہ یہ ایک چھوٹا شہر ہے

زیادہ تر لوگ اس سے واقف نہیں ہیں" عالیار نے تحمل سے جواب دیا تھا اسے لگا

کہ شاید پہلی بار بیلہ کا نام سنا ہے اسی لیے چونکے ہیں۔

"اچھا" راعنہ کی پر سوچ آنکھیں ریبال کے چہرے پہ تھیں

"یہ کراچی آتے رہتے ہیں اور اس بار یہ انکے کزنز کا ایڈمیشن ہوا ہے تو وہی ہوسٹل

وغیرہ دیکھنے آئے تھے عالیار یہ دونوں بھی جامعہ کراچی میں پڑھتے ہیں اور اس کے

کزنز بھی تم دونوں کی طرح twins ہیں" دُراب بیک وقت عالیار اور ان دونوں

سے مخاطب تھا

"اچھا یہ تو اور بھی اچھی بات ہے" عالیار کہتے ہوئے دو قدم آگے بڑھا

براؤن کاٹن کی کمیض اور براؤن گھیر دار شلوار پہنے صوفے پہ بیٹھنے کی وجہ سے

کمیض میں شکنیں پڑ گئیں تھیں گھنے سیاہ بال سلیقے سے کنگی کیے گئے کشادہ پیشانی

گھنی پلکیں ہلکی بھوری آنکھیں صاف رنگت مونچھوں کے ساتھ ہلکی داڑھی لب

ہلکے سیاہ تھے ایسے جیسے کثرت سے سموکنگ کرنے والوں کے ہوتے ہیں بائیں

کلائی میں سلور گھڑی اور دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی میں چاندی کی انگھوٹی پہنی ہوئی تھی جس پہ بیضوی شکل کا سیاہ پتھر لگا تھا اور اسی ہاتھ میں سگریٹ تھاما تھا پاؤں میں سیاہ جوتے پہنے تھے

اس کا جائزہ لے کر بے اختیار راعنہ کے ہونٹوں نے جنبش کی تھی

"Wow Handsome smoker"

کیا کہا عشق کر بیٹھے

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

اسلام وعلیکم ینگ مین" اپنا ہاتھ مصافحے کے لیے آگے کیا اس کی بھاری مردانہ آواز پہ راعنہ کا سکتہ ٹوٹا اس نے خود کو اس کا جائزہ لینے پہ دل ہی دل میں کوکوسا تھا

?W.salam How are you"

ریبال نے مسکرا کر پوچھا

"الحمدللہ میں بالکل ٹھیک آپ کیسے ہو؟

"میں بھی ٹھیک"

"اچھا دُراب میں چلتا ہوں" اس نے مسکرا کر دُراب کو دیکھا

"کدھر؟ تم تو لنچ کرنے والے تھے میرے ساتھ" دُراب نے خاصی بے تکلفی سے کہا

"لیکن! عالیار نے ایک پل راعنہ کو دیکھا پھر دوبارہ دُراب کو

"عالیار بھائی میں اور راعنہ بھی اسی لیے آئے تھے آپ بھی چلیں ایک ہی بار میں ساتھ لنچ کر لیتے ہیں" ریبال نے فراخدلی سے پیش کش کی دُراب نے بھی تائیدی انداز میں دیکھا البتہ راعنہ نے کچھ نہیں کہا نا اقرار نا انکار

"اوکے چلو" وہ حامی بھر گیا

مسکراتے ہوئے دُراب نے کوٹ اسٹینڈ پہ لٹکا اپنا بلیو کوٹ اٹھایا اپنے کسرتی بازو

راعنہ کے گرد پھیلائے اور کیبن سے نکلا ریبال بائیں طرف تھا راعنہ ہلکی آواز میں

دُراب سے کوئی بات کر رہی تھی جسے سن کے وہ مسکرایا ور کرز بھی مسکراتے

ہوئے انکو دیکھ رہے تھے یقیناً یہ سب دیکھنے کے وہ عادی تھے البتہ عالیار ابھی تک

حیرانی سے دُراب کا راعنہ کے شانوں پہ پھیلا ہاتھ دیکھ رہا تھا

اس کے لیے یہ سب نیا تھا اس کے زہن میں پل بھر کے لیے کسی کی دھندلی شبہیہ

لہرائی لیکن بس ایک پل کے لیے

oooooooooooooooooooooo

"بھیا یونی میں نیو ایڈمیشن اسٹارٹ ہوئے ہیں تو آج دو بد تہذیب لڑکے آئے تھے

اس میں سے ایک نے بد تمیزی کی تو میں نے کہا کہ اگر آئیندہ اس طرح بات کی تو

تمہارے گھر والوں کو تمہاری لاش بھی نہیں ملے گی"

وہ پر سکون سی بتا رہی تھی دُراب کا قہقہ گونجا ریبال نے اسے آنکھیں دکھائی جیسے

کہہ رہا ہو اس نئے بندے کے سامنے کارناموں کی لسٹ نہیں کھولو لیکن وہاں پروا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کسے تھی اس نے عالیار کو اسطرح نظر انداز کیا ہوا تھا جیسے ان تینوں کے علاوہ یہاں کوئی موجود ہی نا ہو جبکہ عالیار نے اس کی آخری دھمکی سن کر حیرت کی زیادتی سے اسے پھر ہنستے ہوئے دُراب کو دیکھا

"ہنی تم کب اپنی حرکتوں سے باز آؤ گی ریبی یار اسے کیوں پنگے لینے دیتے ہو"

"بھیا یہی نہیں اسنے آج کی تاریخ میں ان سے دو بار پنگا لیا" ریبال نے جب تیر کا رخ اپنی طرف دیکھا تو مزید راز افشا کیا

"چھوٹے بندر پہلی بار میں نے تمہارا پھیلا یا رائتہ صاف کرنے کی کوشش کی اور دوسری بار میں اس نے مجھے پاگل اور اندھی کہا"

"واٹ ربش ریبی وہ بد تمیز یہ سب کہہ رہا تھا اور تم نے سنا" دُراب کی ہنسی سمٹنے میں ایک لمحہ لگا تھا

(عالیار موبائل نکال کر ایسے ہی واٹس ایپ گروپس چیک کر رہا تھا لیکن دھیان ادھر ہی لگا تھا)

www.novelsclubb.com

"میں نے اسے ڈانٹا تھا" ریبال راعنہ کو گھورتے ہوئے منمنایا

"ہنی آئندہ ایسے بدتمیز لڑکوں سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور میں

لگاؤں گا کل ہی یونی کا چکر" ہنوز غصہ قائم تھا اسے کہاں برداشت تھا کہ راعنہ کو

کوئی کچھ کہے کجا کہ بدتمیزی۔

"افففو بھیا یوری تھنگ از اوکے میں اور ربی نرسری کے بچے نہیں ہیں" آخر میں

وہ ہولے سے ہنسی تھوڑی پہ ہوتا گڑھا ڈوب کے ابھرا

"لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔"

"پلیز بھیا میں اور ربی سنبھال لیں گے" وہ دُراب کی بات کاٹ کر بولی دُراب

بمشکل ہنستے ہوئے سر اثبات میں ہلا گیا

گاڑی رکی پارکنگ ایریا میں وہ چاروں نکلے اور اندر ریسٹورینٹ کی طرف بڑھے

سامنے بورڈ پہ Lal qila لکھا تھا

oooooooooooooooooo

"بھیا کیا آپکے دوست بولتے اور ہنستے نہیں ہیں؟راعنہ نے بریانی کا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے قدرے آہستہ دُراب سے پوچھا مگر اس کے سامنے بیٹھے عالیار کریم نے سن لیا تھا

"نہیں بس سننے کا فریضہ انجام دیتے ہیں آجکل"دُراب پھیکی ہنسی ہنسا

"کوئی خاص وجہ؟وہ متجسس ہوئی

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بتاتا عالیار نے اپنا پلیٹ پہ جھکا سر اٹھا کے آنکھوں ہی آنکھوں میں نفی کا اشارہ کیا

"ہنی اب ہر کوئی تمھاری طرح تو نہیں ہوتا نا کہ بولتا رہے"دُراب نے کمالِ مہارت سے بات بنائی عالیار دوبارہ کھانے لگا راعنہ نے ایک چھبتی نظر عالیار پہ ڈالی اور چیئر کے ساتھ رکھے بیگ سے موبائل نکالا اور کچھ ٹائپ کر کے سینڈ کر دیا

اس سب کے دوران ریبال عالیار کو کچھ نا کچھ اپنی یونی کے ٹیچرز وغیرہ کے بارے میں بتاتا رہا عالیار اسے سن رہا تھا مگر دھیان ادھر دُراب اور راعنہ کی طرف تھا

ریبال نے اپنے جینز کے جیب سے موبائل نکالا اور ابھی آیا میسج پڑھا اور دوبارہ اپنی پلیٹ پہ جھک گیا

"عالیار بھائی بیلہ یہاں سے کتنی دوری پہ ہے؟ چند لمحوں بعد ریبال کی آواز گونجی

"تقریباً تین یا ساڑھے تین گھنٹوں کا سفر ہے" مسکرا کے جواب دیا ٹشو سے اپنے لبوں کو تھپتھپایا

"اور وہ کیسی جگہ ہے آئی مین کہاں ہے کیسا ہے ماحول وغیرہ؟ دوسرا سوال حاضر

عالیار نے اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے مونچھوں کو برابر کیا اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات شروع کی وہ بارعب طریقے سے ٹھہرے لہجے میں بات کیا کرتا تھا یوں کہ اگلے بندے کو بغیر کسی تردد کے بات سمجھ آجاتی تھی۔

"لسبیلہ دو الفاظ کا مرکب ہے

لس یعنی ہموار میدان بیلہ جنگل کو کہا جاتا ہے یہاں پہ رہنے والے لوگوں کو لاسی کہا جاتا ہے لسبیلہ گوادر اور کراچی کے درمیان واقع ہے ضلع کا جنوبی حصہ سمندری

ساحل ہے اور یہ ساحلی پٹی سات سو کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہے جہاں پہ پہاڑ سمندر بیش بہا معدنیات اور زرعی زمینیں ہیں اس کا مرکزی دریا دریائے پورالی ہے لسبیلہ کی آبادی تقریباً 574292 پہ مشتمل ہے کل رقبہ 15153 اور 9 تحصیل جبکہ 29 یونین کونسل ہیں" وہ بتا کے مسکرایا ایسی مسکراہٹ کے اگلا بندہ دیکھتا رہ جائے ریبال اور راعنہ کے تاثرات دیکھ کر دُراب کا قہقہ گونجا جبکہ عالیار صرف مسکرا دیا

"واؤ آپکو اتنی انفارمیشن کیسے" بے ساختہ راعنہ کے منہ سے پھسلا

"ہنی اسے بکس پڑھنے کا شوق نہیں جنون ہے یہ سب اسی کی بدولت ہے زیادہ امپریس نا ہو" دُراب ہنستے ہوئے بولا اسکی بات پہ ریبال مسکرایا جبکہ راعنہ نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کو سر نیچے جھکا لیا عالیار نے مصنوعی گھوری سے دُراب کو دیکھا تھا

"اچھا لسبیلہ کی تاریخ کیا ہے؟ اس سے پہلے باتوں کا رخ پلٹ جاتا ریبال نے اگلا سوال داغا

"لسبیلہ تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے سر تھومس ہولڈکس کے مطابق

326 قبل مسیح سکندر اعظم اپنے لشکر کے ساتھ لسبیلہ سے گزرے تھے انھوں نے لسبیلہ میں قیام کیا تھا محمد بن قاسم 712 عیسوی میں مکران کے راستے سے دیبل کو فتح کرنے کے لیے لسبیلہ میں داخل ہوئے دیبل بندرگاہ جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا وہ لسبیلہ کے علاقے سومیانی میں واقع ہے محمد بن قاسم جنرل ہارون کی قیادت میں داخل ہوئے وہ وہاں طبعی موت کی وجہ سے وفات پا گئے تھے اور انکی قبر آج بھی لسبیلہ کی تحصیل بیلہ میں موجود ہے اور بیلہ کا نام اس دوران ارمن بیلہ تھا اس کے بعد گدروشیہ پھر ارمابیل اور اب بیلہ ہے"

دنیا کا تیسرا بڑا شپ بریکنگ یارڈ بھی لسبیلہ کے شہر گڈانی میں ہے جو 132 شپ بریکنگ پلاٹس پر محیط ہے جو گڈانی سے دس کلومیٹر اور کراچی سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے 1980 میں یہ دنیا کا سب سے بڑا شپ بریکنگ یارڈ تھا جہاں پر تیس ہزار مزدور کام کرتے تھے 1980 کے مقابلے میں یہاں پہ کمی آئی ہے جسکی وجہ الم انڈیا اور چٹاگاک بنگلادیشی بریکنگ یارڈ ہے اب یہاں تقریباً 6000 ورکر

کام کرتے ہیں 1987 میں گڈانی کو حکومت نے پورٹ کا درجہ دیا"

وہ انکے تاثرات سے لطف اندوز ہوتا کسی اچھے لیکچرار کی طرح انکو سمجھاتے ہوئے

بولا

"Wow!

راعنہ کے یک لفظی تبصرے پہ عالیار نے ریبال سے نظریں ہٹا کے اسے دیکھا اگلے

ہی پل نظریں ہٹا لیں جو بھی تھا لیکن اس نے واقعی اپنی انفارمیشن سے ان دونوں کو

حیران کیا تھا

"دُراب ایسے لگ رہا ہے میں جاب کے لیے آیا ہوں اور تمہارے Twins میرا

انٹریو لے رہے ہیں"

عالیار کے بولنے پہ دُراب کا قہقہ گونجا ریبال بھی ہنسا جبکہ راعنہ نے ایک نظر عالیار

پہ ڈالی اور پھر دوبارہ دُراب کی طرف متوجہ ہوئی

"بھیا آئیسکریم! مسکرا کے بات ادھوری چھوڑی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دُراب کے اشارہ کرنے پہ ویٹر کچھ دیر میں چاروں کے لیے آئیسکریم لے آیا

ایک خوبصورت لنچ کے بعد ریبال اور راعنہ نے گھر کی راہ لی جبکہ دُراب نے شام

میں آنا تھا اپنے دوست کے جانے کے بعد۔۔۔

oooooooooooooooooooooooo

وہ دونوں کچن میں تھے دُراب ابھی تک نہیں آیا دن کے ساڑھے تین ہو رہے تھے

عرشین بیگم اور اختر صاحب قیلولہ کر رہے تھے

"ہنی میری سوئیٹ سی بہنا آپ نے بتایا نہیں" ریبال نے میکرونی کے لیے پانی

چڑھاتے ہوئے کہا

"کیا نہیں بتایا میں نے تمھیں جنگلی انسان" آخری دو الفاظ پہ خاصہ زور دیا زبان کے

ساتھ ساتھ کٹنگ بورڈ پہ ٹماٹر کاٹتے ہاتھ بھی چل رہے تھے

"یہی کہ تمھیں سر مراد کی انفارمیشن کہاں سے ملی" ریبال نے دانت پیسے

"ارے جنگلی شہزادے آپ یہ بات مجھ دو نمبر شہزادی سے کیوں پوچھ رہے ہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آپ ؟ لہجے میں بلا کی معصومیت البتہ ریبال کی شکل دیکھ کر ہنسی بمشکل ضبط کی

"ہنی وہ دو نمبر شہزادی تو صرف ایک مذاق تھا" التجائیہ لہجے میں بولا میکرونی ابلتے

پانی میں ڈالی دو چمچ اوئل اور ساتھ تھوڑا نمک بھی ڈالا تھا

"میرا موڈ نہیں ہے جب ہو گا تو بتا دوں گی" وہ ساحل پہ کی گئی اسکی باتیں اسے لوٹا

رہی تھی تقریباً چار ٹماٹر کاٹ لیے اب سبز مرچیں اٹھائیں

"نہیں بتاؤ گی" راعنہ اس کے لہجے پہ ٹھٹھکی مگر دوبارہ مرچیں کاٹنے لگی

"نہیں! یک لفظی جواب

"راعنہ جب میں مروں گا تو یاد رکھنا تمہیں اپنی ان ساری زیادتیوں پہ بہت سارا

افسوس ہو گا"

اس کی بات پہ راعنہ کا دل زور سے دھڑکا تھا

"ریبی تمہیں پتہ ہے میں اس قسم کے مذاق نہیں کرتی" غصے سے بولی

اس کا ضبط سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر ریبال نے خود کو ایسی بات کرنے پہ دل ہی دل

میں چار سو چالیس مرتبہ کو سا دونوں چاہے جتنا لڑ لیتے جیسا بھی مذاق کرتے لیکن اس قسم کی گفتگو ایک دوسرے کے لیے برداشت نہیں تھی

"ہنی تمہیں پتہ ہے میں کیا سوچ رہا ہوں؟

کچھ لمحات کی خاموشی کے بعد دوبارہ ریبال کی آواز گونجی

"مجھے کیا پتہ؟فرائے پین میں اوئل ڈالتے ہوئے سرسری سا بولی

"یہی کہ آج یونی میں جن سے پنگا ہوا تھا کیا تمہیں نہیں لگتا کہ وہ دونوں عالیار بھائی کے کزن ہیں" میکرونی تھوڑی چمچ نکال کر چیک کی تو وہ ابل چکی تھی اس نے اتاری اس سے ٹھنڈا پانی گزارا اور پھر سائیڈ پہ رکھ دی

"کیوں تمہیں ایسا کیوں لگا؟حیرت سے اسفسار کیا اور فرائے پین اسی چولہے پہ رکھا جس سے ابھی ریبال نے ابلی میکرونی اتاری تھی

"کیونکہ وہ دونوں نیو ایڈمیشن تھے اور ٹوئینز بھی" پر سوچ نظریں راعنہ کے چہرے پہ تھیں

"ہمم اگر ایسا ہوا تو پھر تو کام آسان ہے ہمارا" اوئل کے گرم ہونے پہ پسی ہوئی تھوم ڈالی اس میں اور ساتھ ساتھ ہلاتی بھی جاتی دلفریب خوشبو آس پاس پھیلی تھی

"لیکن اب وہ ہمیں کچھ بتانا تو دور بات تک نہیں کریں گے" ریبال نے کٹے ہوئے ٹماٹروں سے ایک ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے کہا

"اس کا بھی حل نکالتے ہیں کچھ نا کچھ تو ہو ہی جائے گا" تھوم کے ہلکا بھورا رنگ ہونے پہ اس نے ٹماٹروں سے بھری پلیٹ اس میں ڈالی زور سے چس کی آواز ہوئی اب وہ دوبارہ انہیں ہلاتی بھی جاتی ریبال ہنوز پیچھے کھڑا تھا

"ہنی یار وہ لڑکا کافی حد تک بدتمیز تھا" ایک نئی فکر لاحق ہوئی

"ہم بھی بدتمیز ہونگے اسکی نظر میں پھر؟ ہاتھ ہنوز چل رہے تھے

"لیکن ہم نے تو صرف اس کی باتوں کا جواب دیا بدتمیزی تو وہ کر رہا تھا" اچھنبے سے پوچھا

۔"ریبی وہ بھی یہی سوچ رہیں ہونگے وہ بھی اسی طرح ہمیں جج کر رہے ہونگے ہم

دوسروں کو تو بڑی آسانی سے بدتمیز بدلحاظ کہہ دیتے ہیں لیکن اگر وہی چیز ہم میں ہو تو ہمارے پاس اس لقب سے بچنے کے لیے ہزاروں دلیلیں ہوتی ہیں کبھی جج مینٹل مت بنو ہمیں نہیں پتہ ہوتا کہ اس کے حالات کیا ہیں یا وہ کیوں ایسا کر رہا تھا جیسے ہمیں برداشت نہیں کہ کوئی ہمیں جج کرے اسی طرح دوسروں کو بھی برداشت نہیں ہوتا کہ انہیں جج کیا جائے ان کے لیے رائے قائم کی جائے جو چیز تمہیں اپنے لیے ناپسند ہو تو دوسروں کے لیے بھی اسے پسند نہیں کرو" ٹماٹروں کے سہی سے مکس ہونے کے بعد اس میں دھی اور میکرونی کا مصالحہ ڈالا تھوڑا نمک چٹکی بھر کالی مرچیں اور دھنیہ ڈال کر اچھے سے مکس کرنے کے بعد ابلی ہوئی میکرونی اس میں ڈالی میکرونی کی دلفریب خوشبو کچن میں ہر سو پھیل گئ

"لیکن ہم کیسے ان سے دوستی کریں گے؟ دوسری الجھن حاضر تھی

"بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی ابھی یہ کھاؤ اور انجوائے کرو" میکرونی کی دو پلیٹس اٹھا کے ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھی وہ بھی اس کے پیچھے چل دیا

oooooooooooooooooooooo

یہ ہوسٹل کا روم تھا عثمان پر سکون سا بیڈ پہ لیٹا ہوا جبکہ عفان اسٹڈی ٹیبل کے پاس رکھی چیئر پہ بیٹھا تھا موصوف کے چہرے سے ہی ظاہر تھا کہ غصے میں بھرا بیٹھا ہے

"عفان یار وہ تمہیں اتنی سنا کے گئی تب تو تمہاری زبان تالو سے چپک گئی تھی تو اب یہاں کیوں پٹر پٹر کر کے میرے دماغ کا دلیہ بنا رہے ہو" عثمان مسکراہٹ دبا کر بولا

"جاؤ مرو بد تمیز انسان" عفان تپ ہی گیا تھا اس کی مسکراہٹ دیکھ کر

"توبہ میں کیوں مروں میری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی" اس بددعا پہ عثمان اچھل ہی تو پڑا تھا

www.novelsclubb.com

"شادی کے تر سے انسان اللہ کرے تجھے ایسی بیوی ملے جو تیری ایسی درگت بنائے کہ تمہاری اگلی سات نسلیں شادی سے توبہ کر دیں" لڑاکا عورتوں کی طرح عفان بد دعائیں دے رہا تھا

"واہ میرے عقلمند بھائی شادی سے توبہ بھی کریں گے اور سات نسلیں بھی ہونگی یا

اللہ یہ میں کن عقلمندوں میں پھنس گیا" ہنس کر کہتے ہوئے عثمان نے عفان کا خون جلانے کی رہی سہی کسر بھی پوری کر دی تھی

"کاش ہم عالیار بھائی کی بات مان کر ادھر نہیں آئے ہوتے یار یونی آف لسبیلہ بھی تو ہے مگر نہیں یہ عالیار جب تک اپنا رعب نا جمائے اسے سکون کہاں آنا ہے خود تو بیٹھا ہو گا ہمیں ادھر رول گیا کہاں پھنس گیا عفان یار تو" غصے سے بولتے بولتے اب آواز بڑبڑاہٹ میں تبدیل ہو گئی

"ڈرپوک انسان اس لڑکی سے ڈر کے کبھی مجھے اور میری معصوم سی ہونے والی بیوی کو سنا رہا ہے اور کبھی عالیار بھائی کو" عفان کی شکل دیکھ کر عثمان بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کی ہوئی تھی

"یا اللہ پاک آپ دیکھ رہے ہیں میرے اوپر کونسے ظلم ہو رہے ہیں اس بے نام لڑکی کے سامنے یہ گدھا مجھے کہہ رہا تھا کہ عفان چل یہاں سے اور اب مجھے سنا رہا ہے یا اللہ پاک میرے غلطی سے ہوئے جڑوا بھائی اور کھڑوس ظالم جابر کزن کی شادی

ایسی کسی لڑکی سے کروادیں جو انکی درگت بنادے یااللہ یہ دعا پوری کردیں اس کے بعد کچھ نہیں مانگوں گا" عفان کی دعا سن کر کب سے رکی عثمان کی ہنسی چھوٹ گئی تھی ہاجرہ واقعی ٹھیک کہتی تھی کہ کہتے ہیں لڑکیاں زیادہ بولتی ہیں لیکن عفان لڑکیوں سے بھی زیادہ بولتا ہے۔

"ابے مظلوم انسان شرم کر عالیار بھائی کو تیری بدعاؤں کی بھنک بھی پڑی تو تجھے سیدھا جنت کی سیر کروائیں گے" عثمان نے اسے ڈرانے کی ناکام کوشش کی

"ویسے وہ پہلی بار ناکام ہوئے مجھے نہیں لگتا دوسرا تجربہ کریں گے" پرسوچ انداز میں کہا

www.novelsclubb.com

"یار کسی کو تو چھوڑ دیا کر ہر کسی پہ کچھ نا کچھ بولنا تو تجھ پہ جیسے فرض ہو" عثمان ہنستے ہوئے بولا اور اسے کشن دے مارا

"گدھے یہ مارنے والی عادت چھوڑ دے ورنہ اسی کشن سے میں نے تمہاری ناپاک سانسیں روک دینی ہیں"

"ظالم انسان سوچ لینا اپنی نامعلوم بھابھی کو بیوہ کرنے سے پہلے کیونکہ اگر ایسا کیا تو تیری گمنام بھابھی تیرے ناپاک وجود کو بھی میرے پاس بھیج دے گی" عثمان کے مصنوعی سنجیدگی سے کہنے پر کب سے غصے میں بھرے عفان کا قہقہہ گونجا تھا

"پورے کا پورا گدھا ہے" چیئر کے پاس پڑا کشن اٹھا کے اس کی طرف پھینکا جو اس نے بروقت کیچ کر دیا

روم میں کبھی عفان کی باتیں عثمان کی ہنسی اور کبھی دونوں کے قہقہے گونجتے کچھ دیر پہلے والا تناؤ ندارد تھا

اچھے دوست خدا تعالیٰ کی نعمت ہوتے ہیں اور وہی دوست اگر بھائی یا بہن کے روپ میں مل جائے تو اس سے بڑی کوئی نعمت اور انعام نہیں ہوتا

oooooooooooooooooooooooo

"اسلام علیکم بیوٹیفل لیڈی، ہینڈ سم مین، اینڈ مائی ٹوئیز" دُراب لاؤنج میں داخل ہوتے ہی چاروں کو صوفوں پہ بیٹھے چائے پیتے دیکھ کر مسکرا کر بولا

"وعلیکم سلام مل گئی شہزادے صاحب کو دوستوں سے فرصت" راعنہ مصنوعی ناراضگی سے بولی

"راعنہ یہ کیا بدتمیزی ہے اتنا بھی خیال نہیں ہے کہ دُراب تم سے ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ چھ سال بڑا ہے" عرشین بیگم غصے میں بولی

"مما میں مذاق کر رہی تھی" راعنہ ہولے سے ہنس دی

"مذاق دن بادن تمہارے مذاق بڑھتے جا رہے ہیں ذرا بھی شرم نہیں ہے آج یہاں یہ حال ہے کل کو سسرال میں کیا کرو گی" باتیں تو وہی تھیں لیکن عرشین بیگم کا لہجہ آج کافی تلخ تھا

"عرشی بچی کو کیوں ڈانٹ رہی ہو؟ اختر صاحب نے ٹوکا ان تینوں کی ہنسی بھی سمٹ گئی تھی

"کیا ڈانٹوں نہیں تو سر پہ بٹھاؤں" لہجہ ہنوز سخت تھا

"مما کیا ہو گیا ہے پلیز ریلکس کریں" دُراب نے راعنہ کی بدلتی رنگت دیکھ کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

عرشین بیگم کو چپ کرانا چاہا

ریبال انکے چہروں کو دیکھتے گویا صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا

"مجھ سے پوچھ رہے ہو میں کیا بتاؤں کہ کیا ہو گیا بلکہ تم لوگ بتاؤ مجھے کہ کیا چاہتے ہو بیٹا بوڑھا ہو رہا ہے لیکن شادی کرنے کا دور دور تک کوئی ارادہ نہیں ہے بیٹی کو باپ اور بھائیوں نے اس قدر سر پہ چڑھا لیا ہے کہ مجھے نہیں لگتا کوئی اس کو اپنی بہو بنائے گا" لہجہ میں غصے کی جگہ اب روہانسے پن اور بے بسی نے لے لی

"ماما خدا کے لیے پہلے یہ بتائیں کہ میں ہینڈسم سا چھبیس سالہ نوجوان آپ کو کہاں سے بوڑھا لگتا ہوں؟ دُراب نے حیرت سے کہا اسکے اس انداز کو دیکھ کر عرشین بیگم کے علاوہ سب ہنس دیے

"رافعہ (عرشین کی دوست) کے بیٹے کے دو بچے ہیں اور وہ بیٹا تم سے بس ایک سال بڑا ہے بیٹی کی بھی شادی ہے دو تین مہینوں بعد" دوبارہ غصہ عود آیا

"افففو میں کہوں کہ کیوں مما اچانک ایموشنل ہو گئیں اب مجھے سمجھ آئی" ریبال

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نے گہری سانس لی

عرشین بیگم نے حیرت اور غصے کی ملی جلی کیفیات سے ریبال کو دیکھا

"یا وحشت میں کہتی ہوں کہ پاکستانی مائیں کہیں پہ بھی نا جائیں تو ٹھیک ہے کیونکہ وہ وہاں پہ صرف انجوائے نہیں کرتیں بلکہ انکے بچوں کو ان کے گھر کو دیکھ کر پھر انہیں بھی ایسے بچے اور ایسا گھر چاہیے ہوتا ہے جبکہ وہاں پہ وہ ماں اپنے بچوں کو ایسے ہی طعنے دے رہی ہوتی ہے کسی اور کے بچوں کا" راعنہ کہہ کر اوپر اپنے کمرے کی طرف بھاگی

"مما میں چینج کر لوں" دُراب بھی معصومیت سے کہتا اندر بڑھا

"شہزادے تم ادھر کیوں بیٹھے ہو تم بھی جاؤ" عرشین بیگم ریبال کو دیکھتے ہوئے طنزیہ بولیں

ریبال اٹھا سیڑھیوں تک پہنچ کر دوبارہ مڑا "مما اگر آپ کو اور بابا کو پرائیویسی چاہیے تھی تو ایسے ہی بول دیتی" اور وہ ہنستے ہوئے تیزی سے اوپر بھاگا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لاؤنج میں اختر صاحب کا قہقہ گونجا عرشین بیگم کے جوتے نے ڈائیریکٹ چوتھی سیڑھی پہ لینڈنگ کی تھی

"کاش یہ سنجیدہ ہوجائیں" انہوں نے ایک بار واپس اپنی خواہش دہرائی تھی اختر صاحب بس انہیں تاسف سے دیکھ کر رہ گئے

oooooooooooooooooooooo

چاند اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ اوپر چمک رہا تھا آس پاس کئی ستارے موتیوں کی مانند بکھرے پڑے تھے وہ چھت کی چار دیواری سے ٹیک لگائے ایک ٹانگ موڑے اور دوسری سیدھی کیے بیٹھی تھی نظریں اوپر چاند پر تھیں

ریبال بھی اسکے برابر میں بیٹھا تھا بیچ میں کوکا کولا اور کرکرے بھی رکھے تھے جو تقریباً آدھے ختم ہوچکے تھے

"ہنی یار کیا سوچا ہے پھر" ریبال نے کوک کا گھونٹ بھرا

"کس بارے میں" دھیان ابھی بھی چاند کی طرف تھا

"میری بیوی کے بارے میں" ریبال جل کے بولا

"تمہاری بیوی تم سوچو میں فضول نہیں سوچتی" اب کہ ریبال کے تپے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی

"بکواس کرنے کے لیے ہی تو تم بنی ہو" وہ چڑ گیا

"کوئی شک" وہ مسکرائی تو تھوڑی پہ ہوتا گڑا ڈوب کے ابھرا

"تو اب بگھتو" ریبال نے یہ کہتے ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑی کوک اس کے اوپر انڈیل دی

"ریبال میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں"

"پہلے پکڑو تو سہی بہنا" وہ ہنستا ہوا بھاگا

"ریبال گدھے منحوس تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ہاں میں کیا چڑیل" وہ جلدی سے تین تین سیڑھیاں پھلانگتا اب صوفے کے پیچھے کھڑا تھا جبکہ راعنہ کچھ ہی فاصلے پہ کھڑی اسے خونخوار نظروں سے گھور رہی

www.novelsclubb.com

تھی

"ربی میں روؤں گی اور پھر بھیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" بات ادھوری چھوڑ دی

"مس چڑیل پھر تو میری دلی مراد بر آئے گی یقین جانو مجھے یاد بھی نہیں ہے کہ تم روتے ہوئے کیسی لگتی ہو"

"اور تم اپنی اس دلی مراد کو اپنے دل اور ناکارہ دماغ سے نکال ہی دو کیونکہ یہ تمہارے جیتے جی تو پوری ہونے سے رہی" صوفے پہ پڑا کشن ریبال کی طرف پھینک کر خود صوفے پہ ریلکس سی بیٹھ گئ

"ہار گئ کیا بہنا؟ ریبال نے کشن کیچ کرتے ہوئے آنکھ دبائی

"راعنہ اختر ہارتی نہیں ہے مسٹر ریبال اختر یہ تمہیں سود سمیت واپس کرنا پڑے گا" تنبیہہ کرتے انداز میں بولی

"کیا خبر تم ہار جاؤ کبھی" ایک آئیبرو اوپر کی طرف اٹھایا اب وہ بھی سامنے والے صوفے پہ بیٹھ چکا تھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اونہوں تمہیں پتہ ہے ہم کبھی نہیں ہار سکتے اگر ہمیں نقصان ہو جو ہمیں ہار کے دہانے پہ کھڑا کر دے تو ہم اسے اللہ کی رضا جان کر دوبارہ کھڑے ہوں اور ہار کو جیت میں بدلنے کی کوشش کریں تو آئی ایم شیور ہمارا رب ہمیں ناکام نہیں کرے گا" نارمل انداز میں کہتے ہوئے اس نے آخر میں ریال کو گھورا یعنی میں بھولی نہیں ہوں جواباً وہ مسکرایا

"خدا جانے تمہارے دماغ میں یہ فلسفے کہاں سے آتے ہیں" ریال مصنوعی حیرت سے بولا

"اگر تمہارے پاس دماغ ہوتا تو یوں ندیدوں کی طرح اپنی بھوکی نظریں میرے حسین دماغ پر نہیں گھاڑی ہوئی ہوتیں" وہ مصنوعی افسوس سے بولی

"Honey its your mind or pizza Burger"

لاؤنج میں داخل ہوتے دُراب نے ہنستے ہوئے حیرت سے استفسار کیا

"بھیا آپ مجھے یوں ریال کے سامنے شرمندہ تو نہیں کرتے" مصنوعی شرمندگی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے بولی

"ڈونٹ وری میں نے کچھ نہیں سنا" ریبال کی بات پہ تینوں ایک ساتھ ہنس دیے

پھر ڈنر ریڈی ہونے تک وہ اور انکی نا ختم ہونے والی باتیں تھیں ریبال اور راعنہ

قدرے فاصلے پہ بیٹھے ہوئے تھے

کھانا کھانے کے بعد لان میں ان تینوں کے ساتھ اختر صاحب نے بھی واک کی جو

انکا روز کا معمول تھی اس دوران راعنہ نے کچھ بھی نہیں کیا اب ریبال کو اندر ہی

اندر گھبراہٹ ہو رہی تھی پھر وہ سب سونے کے لیے اپنے اپنے کمروں میں گئے

لیکن راعنہ نے کچھ نیں کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یقیناً

طوفان سے پہلے کی خاموشی تھی۔۔۔

oooooooooooooooooooooooooooooo

الارام کی آواز پہ اس کی آنکھ کھلی وہ اٹھی لیکن منہ بنا کے دوبارہ سونے لگی کچھ یاد

آنے پہ کرنٹ کھا کر اٹھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنے کمرے سے کچھ فاصلے پہ ریبال کے کمرے میں داخل ہوئی بیڈ پہ آڑھے ترچھے سوئے ریبال کو دیکھ کر ایک پل کو اس کا ارادہ بدلا مگر اگلے ہی پل اس نے ضمیر کی آہ و بکا کو ڈپٹ کر سلا دیا

کچھ دیر بعد وہ اس کے کمرے میں تھی وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے بیڈ تک گئی لبوں پہ مسکراہٹ تھی اگلے کچھ لمحوں بعد ریبال کی گھٹی گھٹی چیخیں نکل رہی تھیں

راعنہ نے یخ پانی سے بھرا جگ جس میں دھی ڈالی تھی وہ اس کے اوپر انڈیلا اور اپنا ہاتھ اس کے منہ پہ رکھ دیا تاکہ اس کی چیخوں سے رات کے تین بجے سب گھر والے جاگ نا جائیں تھوڑی دیر بعد اس کی چیخیں تو بند ہو گئیں مگر وہ حیرت و صدمے سے کبھی راعنہ تو کبھی اپنے گیلے بالوں گیلی شرٹ اور بیڈ کو دیکھتا

"ریبی مائی کیوٹ کچرے سے ملا برادر! آپ برائے کرم رات کے تین بجے چینج کر کے اور زمین پر بستر بچھا کر یا بیڈ کے ایک سائیڈ پر سکڑ کر سو جائیں کیونکہ مجھے بہت

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نیند آرہی ہے میں تو چلی اور ہاں "راعنہ اختر سے پنگا ناٹ چنگا" دل جلا دینے والی مسکراہٹ سے کہتی وہ شاہانہ چال چلتی ہوئی چل دی ریبال اس وقت کو کوس رہا تھا جب وہ اپنا روم لاک کیے بغیر سو یا تھا

oooooooooooooooooooooo

کراچی میں ایک نئی صبح کا آغاز ہوا تھا روشن صبح سیاہ رات کے اندھیرے چھٹ چکے تھے اور نئی کرنیں نئی امیدوں کے ساتھ طلوع ہو رہی تھیں ایسے میں اختر ہاؤس میں معمول کے مطابق سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود ناشتہ کر رہے تھے

"ریبال تمہاری آنکھیں کیوں لال ہو رہی ہیں رات نہیں سوئے کیا" عرشین بیگم اپنے عین سامنے بیٹھے ریبال کی آنکھیں دیکھ کر بولی

ریبال نے ایک نظر راعنہ کو دیکھا پھر دوبارہ ناشتہ کرنے لگا

"راعنہ تم نے کیا ہے نا کچھ ؟ عرشین بیگم نے مشکوک نظروں سے راعنہ کو دیکھا

"مما۔۔۔۔۔۔"اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی عرشین بیگم نے اسکی بات کاٹی

"راعنہ تم کب سدھرو گی؟غصہ میں پوچھا

"مماایسی خواہشات نارکھیں کچھ خواہشات ادھوری ہی اچھی ہوتی ہیں کیونکہ وہ مکمل ہونے کے بعد بہت تکلیف دیتی ہیں" گویا تنبھیہ کی

"کچھ تکلیف نہیں ہوگی تمہارے سدھرنے سے مجھے"

"مماآپکوایسا کیوں لگ رہاہے میں ٹھیک ہوں تھوڑالیٹ سویا تھااسی وجہ سے بس "اس سے پہلے بات جنگ کاروپ دھارتی ریبال نے کہہ کر گویا بات ہی ختم کر دی

"ہاں ہاں اب بہن کی طرف داری تو کروگے نا"عرشین بیگم طنزیہ بولی

"مماآپ ایویں ٹینشن نالیں میں ٹھیک ہوں" ریبال نے مسکراتے ہوئے جوس کا گلاس منہ کولگایا

"میں کیوں ٹینشن لینے لگی جودل چاہے وہ کرو میرا کیا جاتا ہے"

"مما کبھی کبھی آپ بالکل پانچ سال کی بچی بن جاتی ہیں" راعنہ نے اپنے لب

عرشین بیگم کی پیشانی پہ رکھے پھر زرا دور ہوتے ہوئے بولی

سب ہنسے عرشین بیگم صرف گھور کر رہ گئیں اور کر بھی کیا سکتیں تھیں ہمیشہ کی طرح آج بھی دُراب اور اختر صاحب خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے

oooooooooooooooooooooooooo

سورج کے طلوع ہوتے ہی روشنیوں کے شہر کی مصنوعی روشنیاں بجھ چکی تھیں وہ دونوں یونی کی طرف جانے والی شاہراہ پہ تھے راستے میں معمول کی چہل پہل تھی مگر آج کچھ مختلف تھا اور وہ یہ کہ ان دونوں کے بیچ خاموشی تھی

"ربی یار منہ کیوں لٹکایا ہوا ہے" ماحول میں دھرا تناؤ کم کرنے کی کوشش کی

"راعنہ کل رات یہ کیا حرکت کی ہے تم نے میں سوچ بھی نہیں پایا دوبارہ"

"میں نے کیا کیا؟

"بھاڑ میں جاؤ" غصے سے کہہ کر بائیک کو ریس دی

راعنہ نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائی "تم چلو گے نا ساتھ"

"نہیں"

"کیوں؟معصومیت برقرار تھی

"معاف کردو بہن" وہ زچ ہو رہا تھا

"کیوں معافی کیوں تم تو بھاڑ میں چلنے والے تھے بھائی" وہ اسے اور زچ کر رہی تھی

"نہیں مجھے کہیں نہیں جانا فی الحال ہم یونی پہنچ جائیں یہی بہت ہے" وہ جھنجھلایا

"کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

"خدا کے لیے راعنہ بس کرو مجھے فی الحال تم پہ غصہ ہے" ریال نے اسے جتایا

"سچی ویسے بتانے کے لیے تھینکس اپنے غصے کا" وہ مسکرا دی تھی

"راعنہ۔۔۔۔۔" ریال تقریباً چیخا تھا اس کی حالت دیکھ کر وہ کھکھلا کر ہنس دی تھی

اسی طرح لڑتے جھگڑتے کچھ دیر میں وہ دونوں یونی پہنچ گئے

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

ریبال کا غصہ کم ہو گیا تھا اب فری پیریڈ تھا تو دونوں کا رخ سینٹرل کیفے ٹیریا کی طرف تھا وہ دونوں بغیر کسی کو لفٹ کرائے ایک ٹیبل کے ساتھ دو چیئرز تھیں وہاں جا کر بیٹھے

"یار ان دونوں کو اب ہم کہاں ڈھونڈیں یونی میں آدھی دنیا آباد ہے اور ہمیں نا ان کا اتہ معلوم ہے نا پتہ" ریبال فکر مندی سے بولا

"چل کر و باس مل جائینگے" راعنہ کا وہی ازلی پر سکون لہجہ

"ہمم اور کر بھی کیا سکتا ہوں میں" طنزاً کہا

"مسٹر ریبال اگر تمہارے لڑکیوں کے اسٹائل میں طنز کرنے کی خواہش پوری ہو گئی ہے تو کیفے سے کچھ فاصلے پہ بھی نظرِ کرم فرمائیں" وہ ریبال کی طرف دیکھتی بولی کنکھیوں سے وہ کچھ دور کھڑے عثمان اور عفان کو دیکھ رہی تھی

"اب کیا ارادہ ہے ؟ ریبال نے اس کا طنز نظر انداز کر کے کام کی بات پوچھی وہ راعنہ کی بنسبت ہر کام میں جذباتی تھا

"ابھی جا کے تم اس میں سے ایک سے ٹکراؤ" وہ مسکرائی

ریبال کی پر سوچ نظروں میں غصہ اترا" راعنہ ہمیں انسے دوستی کرنی ہے دشمنی نہیں"

"اے چھوٹے بندر جتنا کہا ہے اتنا کرو کل تو صرف کچھ گھنٹوں کی نیند حرام ہوئی ورنہ پھر اگلے کئی روز تک ناکام عاشق بنتے پھرو گے" گویا تنبیہ کی

"ایک نمبر کی ظالم چڑیل ہو تم" ریبال نے دانت پیستے کہا

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" انداز ایسا تھا کہ بھئی جو بولنا ہے بولو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا

www.novelsclubb.com

"تمہیں اپنے یہ سارے مظالم یاد آئیں گے یاد رکھنا" وہ کہہ کر اس طرف بڑھا جہاں عثمان اور عفان ابھی تک کھڑے تھے راعنہ بھی اسی کے ساتھ اٹھی تھی۔

oooooooooooooooooooooooooooooooo

"اسلام و علیکم کیسے ہو دونوں؟ راعنہ نے ریبال کے کچھ کرنے سے پہلے ہی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مسکراتے ہوئے پوچھا

"آپ کون؟عفان نے بظاہر حیرانی سے پوچھا مگران دونوں کو دیکھتے ہی اسے غصہ آنے لگا تھا

ریبال تو عش عش کر اٹھا اس کی اس بے تکلفی پہ

"میں راعنہ!

راعنہ یعنی حسین شہزادی

مجھ میں الحمدللہ شہزادیوں والی ساری خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

سوائے اس کے کہ میں شہزادیوں کی طرح نازک نہیں ہوں۔

اتنا تعارف کافی ہے یا مزید کرواؤں؟

شاہانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بتانے کے ساتھ ساتھ آخر میں سوال کیا

عفان اور عثان دونوں حیرانی سے اسے تک رہے تھے یہ توکل والی راعنہ سے یکسر مختلف تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس بار ریبال کے ساتھ ساتھ اس نے ان دونوں کو بھی حیران کر دیا

وہ ہمیشہ حیران کرتی تھی

ریبال نے حیرت سے ایک آئیبر واچکا کر اسے دیکھا پھر آرام سے بڑبڑایا

"حسین شہزادی ہو نہ ہو دو نمبر شہزادی ہے"

عفان نے حیرت کے جھٹکے سے نکلتے ہوئے ریبال کی طرف دیکھا

"جی آپ بھی سنا لیں اپنی شان میں قصیدہ تا کہ پھر ہم جا سکیں"

"مم۔۔۔میں" ریبال بوکھلایا اسے یقیناً اس طنز کی امید نہیں تھی

"جی آپ بتائیں آپ کیا ہیں کوہِ کاف کے شہزادے یا کراچی کے کسی پاگل خانے سے بھاگے ہوئے پاگل مریض؟ عفان نے ہر لفظ پہ زور دیتے ہوئے کہا

عفان کے طنز کرنے پہ عثمان نے اسے گھورا مگر مقابل بھی ڈھیٹ ابنِ ڈھیٹ تھا

"نہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے آپ کے ساتھ کوئی اور بھاگا ہو گا خیر مسٹر ایکس وائی زی ہم کل تک تم لوگوں کو جانتے بھی نہیں تھے مگر کل آپ کے کزن مسٹر

عالیار کریم نے کہا تھا کہ ہم لوگ تم سے مل لیں ہم انہیں کہہ دیں گے کہ انکے عقل سے پیدل کزن ہم سے بات کرنا اپنی عزت کی توہین سمجھتے ہیں" وہ کہتی ریبال کا ہاتھ پکڑ کر مڑی انسے بات کرتے ہوئے ریبال کے چہرے پہ جو غصے کے تاثرات ابھرے تھے وہ ان کے چہرے کی ہوائیاں اڑتے دیکھ کر مسکراہٹ میں بدل گئے

"ایک منٹ بات سنیں! اتنے عرصے میں پہلی بار عثمان بولا

وہ دونوں بغیر جواب دیے آگے بڑھے

"ہیے حسین شہزادی" اب عفان شوکڈ سے نکلتا اس کی طرف دوڑا

"مسٹر گمنام میرا نام راعنہ اختر ہے" راعنہ ایک جھٹکے سے مڑتی دانت پیس کر بولی

"او کے او کے پہلے یہ بتائیں آپ عالیار بھائی کو کیسے پہچانتی ہیں" اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی بے تکلف دوست کی طرح پوچھا

"ارے واہ مسٹر اپنے عالیار بھائی کے زکر پہ تو تمہارے تیور ہی بدل گئے" راعنہ کے لبوں پہ طنزیہ مسکراہٹ در آئی

"دیکھیں آپکے یہ طنز آپ کو بعد میں بھی کام آسکتے ہیں آئی مین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"عفان نے خجل ہوتے اپنی فراٹے بھرتی زبان کو بریک لگایا

"آپ کا عالیار بھائی کوئی گمنام شخص ہے کیا کہ ہمارے جاننے پہ تم دونوں کو حیرت کے شدید جھٹکے لگ رہے ہیں"راعنہ نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر دونوں کو گھورتے ہوئے مصنوعی حیرت سے استفسار کیا

"نہیں عفان کے کہنے کا مطلب ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔"عثمان کچھ سوچتے ہوئے بولا جب ریبال نے اس کی بات کاٹی

"جو بھی ہو اسکی بات کا مطلب ہمیں کیا ہم عالیار بھائی کو کہہ دیں گے کہ اس کے کزن اول درجے کے بدتمیز ہونے کے ساتھ ساتھ کسی بھی اچھے بھلے آدمی کو پاگل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں" گردن کڑا کر کہا

"بالکل تم لوگوں کی طرح نا؟عفان نے معصومیت سے پوچھا

"بھاڑ میں جاؤ" ریبال زیرِ لب بڑبڑایا یہ لڑکا واقعی کسی کو بھی پاگل کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا

"دیکھو یہ لوگ اپنے عالیار بھائی کا نام لینے پر ہم بیچاروں سے یوں تفتیش کر رہے ہیں شکر ہے کہ ریبال ہم نے انکے سامنے بیلہ کی مشہور شخصیت یوسف صاحب کا ذکر نہیں کیا" راعنہ بظاہر ریبال کو بول رہی تھی مگر وہ دونوں بخوبی اس کی بات سن رہے تھے

بیلہ اور یوسف صاحب پہ دونوں کا ماتھا ٹھنکا

"تم لوگ کس یوسف کی بات کر رہے ہو؟ اب کے عفان نے حیرت سے پوچھا

"انکی حویلی ہے بڑی" راعنہ سوچتے ہوئے بولی ریبال اب مسکرایا حیرت کا شدید جھٹکا تو دونوں کو عثمان کی اگلی بات پہ لگا

"وہ تو ہمارے نانا ہیں تم لوگ انہیں کیسے جانتے ہو؟ عثمان نے حیرت سے پوچھا

"کلکیا!!!؟ وہ دونوں ایک ساتھ چلائے آس پاس سے گزرتے جانے کتنے

اسٹوڈینٹس نے ان چاروں کو حیرت سے دیکھا تھا

"عثمان یار یہ سچی پاگل ہیں چل یہاں سے" عفان نے ان کے چیخنے پہ ناگواری سے کہا

"کیا آپ ہمیں اپنے نانا سے ملوا سکتے ہیں یہ ہماری آخری خواہش ہے" راعنہ تیزی سے بولی مبادا وہ اپنے بھائی کی بات مان کر چلا ہی نا جائے

"کیا آپ لوگوں کو پھانسی کی سزا ہو گئی؟ عفان نے حیرت سے پوچھا

"کیا مطلب؟ دونوں بیک وقت بولے

"مس حسین شہزادی آخری خواہش مرنے والے کی ہوتی ہے" عفان نے مسکراہٹ زیرِ لب دبائی

اب آیا ہے اونٹ پہاڑ کے نیچے والی مسکراہٹ

"ابھی فی الحال یہی خواہش ہے تو آخری ہوئی نا جب تک کوئی اور نہیں آجاتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" راعنہ اسی ازلی پر اعتماد انداز میں بولی

یااللہ اس لڑکی کے پاس تو ہر سوال کا جواب ہے عفان نے سوچتے ہوئے جھر جھری لی

ooooooooooooooooooooooooo

پچھلی رات کو واک کرنے کے بعد:

آسمان صاف اور سیاہ تھا جس پہ تارے موتیوں کی صورت بکھرے اور آدھا چاند اپنے داغ کے باوجود بے حد حسین لگتا ہمیشہ کی طرح ٹھنڈی روشنی دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تینوں واک کرنے کے بعد چھت پہ اپنے مخصوص انداز میں بیٹھے تھے اختر صاحب اور مسز اختر سونے جا چکے تھے آج راعنہ کی نظریں چاند پہ نہیں تھیں۔۔۔۔۔

"بھیا سمجھنے کی کوشش کریں" راعنہ نے ملتجی انداز میں کہا

"ہنی یار یہ رسک ہے" دُراب نے سمجھانے کی کوشش کی

"بھیا بابا کے لیے ہی مان جائیں" دوسرا وار کیا

"لیکن وہ کوئی اتنا چھوٹا شہر نہیں ہے تم لوگ بابا کے بابا کو کہاں ڈھونڈو گے ؟اگلا اعتراض حاضر ہوا ریبال خاموش تماشائی بنے دونوں کو دیکھتا فیصلے کے انتظار میں تھا

"آپ ہمارے جانے کے لیے مان گئے" وہ چہکی سوال یک سر نظرانداز کر دیا

"میں نے ایسا کب کہا؟ بھنویں سکڑیں چہرہ پہ واضح حیرانی در آئی تھی

"ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ ہم دادا ابو کو کہاں ڈھونڈیں گے اس کا مطلب آپ جانے کے لیے تو مان گئے ہیں نا" حیران چہرے پہ اب مسکراہٹ ڈھل رہی تھی جو اس نے اپنے نچلے ہونٹ کو دانتوں دبا کر روکی ریبال واضح مسکرایا تھا جبکہ وہ چہرے پہ دنیا جہاں کی معصومیت سجائے جواب کی منتظر تھی

"میں بھلا کیسے انکار کر سکتا ہوں" دُراب عجیب بے بسی بھرے لہجے میں بولا بھلا باتوں میں آج تک راعنہ اختر سے کون جیت پایا تھا

"We love you so much

وہ دونوں ہمیشہ کی طرح ایک ساتھ بول کر پھر کھلکھلا کر ہنس دیے

دُراب نے اپنے دونوں بازو وا کیے تو وہ دونوں اس کا اشارہ سمجھ کر اس کے بازؤں کے گھیرے میں آ گئے اس نے باری باری دونوں کی پیشانی کو چوما "تم دونوں دُراب اختر کی متاعِ زیست ہو میرا مان ہو"

چاند اور ستاروں نے آج دوبارہ انکو تاسف سے دیکھا تھا اور اداس سا چاند بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔

oooooooooooooooooooooooo

نیلے آسمان پہ سورج پورے استحقاق کے ساتھ براجمان اپنی گرم روشنی زمین تک پہنچا رہا تھا جامعہ کراچی میں معمول کی گہما گہمی تھی ایسے میں وہ دونوں بینچ پہ خاموش بیٹھے تھے راعنہ کی نظریں آس پاس ٹولیوں کی صورت کھڑے یا گزرتے اسٹوڈینٹس پہ تھیں۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر پہلے والا واقعہ ریبال کی ذہن کے پردے پہ لہرایا!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ یہ بتائیں کہ آپ لوگ یوسف صاحب سے کیوں ملنا چاہتے ہیں؟ عثمان نے سنجیدگی سے سوال کیا

"دیکھیں ملنے کی بہت سی وجوہات ہیں" راعنہ سمجھانے والے انداز میں ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی

"ہم نے وجوہات کی تعداد نہیں پوچھی" جتا کے کہا

"مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔" ریال بمشکل ضبط سے بولا

اگر مگر کچھ نہیں جب آپ ہمیں بھروسے کے قابل سمجھیں تو بزنس ڈیپارٹمنٹ میں آجائیے گا جب آپ لوگ بھروسہ نہیں کرتے تو ہم بھی نہیں کر سکتے" سنجیدگی سے کہہ کر وہ مڑا البتہ عفان نے ایک دل جلا دینے والی مسکراہٹ دونوں کی طرف اچھالی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"دونوں ایک نمبر کے منحوس انسان ہیں" راعنہ کی آواز نے اسے خیالوں سے نکالا

"یار ہنی ایسے تو نہیں بولو بیچارے کزنز ہیں ہمارے" لہجے میں مصنوعی دکھ اور

آنکھوں میں چمکتی شرارت تھی

"ہاں بیس سال کے بعد کزنز دریافت ہوئے ہیں وہ بھی لنگور" جل کے بولی اسے

اپنے کزنز بالکل بھی پسند نہیں آئے تھے

ریبال مسکرایا نظریں راعنہ کے چہرے پہ ہی تھیں جب بولا تو لہجے میں دکھ تھا

"یار ہینڈسم اسمو کر کو تو لنگور نہ کہو" راعنہ نے حیرت سے ریبال کو دیکھا

"تمہیں کیسے پتہ وہ۔۔۔"

"مجھے کیسے پتہ۔۔۔ایک سیکنڈ ہمممم یاد آیا جب "تم" اسے اس لقب سے نواز رہی

تھی اس دوران یہ بندہ ناچیز تمہارا ہی جائزہ لے رہا تھا" ریبال راعنہ کے تاثرات

سے محفوظ ہوتا مسکرایا

"تمہیں پتہ ہے جاسوسی اور بلیک میلنگ کے علاوہ تمہیں کوئی کام نہیں آتا اور مجھے

یقین ہیکہ مستقبل میں بھی نہیں آئے گا" مصنوعی دکھ سے بولی البتہ تاثرات پہ قابو

پا لیا تھا

www.novelsclubb.com

"نوازش" ریبال نے ایک ہاتھ ماتھے تک لے جا کر شاعرانہ انداز میں داد وصولی

"ریبال اختر تمہیں بھی تمہارے منحوس کزنوں کی ہوا لگ گئی ہے"

"راعنہ یہ تمہارے بھی کزن ہیں" زور دیتے ہوئے بولا

"اونہوں" ہلکے سے نفی میں سر ہلایا

ریبال مسکرایا "تو یعنی راعنہ اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ اسے کچرے کے ڈھیر سے اٹھایا گیا ہے"

"ریبال تم کیوں اپنی کہانی میرے سر ڈال رہے ہو" راعنہ بھی مسکرائی

"میری کونسی کہانی؟ اچھنبے سے پوچھا

"یہی کہ تم بابا کو کچرے کے ڈھیر سے ملے تھے"

"بھاڑ میں جاؤ" گھوری سے نوازا

"تم چلو گے ساتھ"

"نہیں" ریبال اب جھنجھلا رہا تھا

www.novelsclubb.com

"کیوں؟مصنوعی حیرت سے پوچھا

"کیونکہ میں مرنے جارہاہوں چلوگی؟

"نہیں"راعنہ کاوہی ازلی پرسکون انداز

"کیوں؟ریپال کوواقعی میں حیرت ہوئی تھی

"کیونکہ میراموڈ نہیں ہے"وہ اپنابیگ اٹھاتے ہوئے بولی

"استغفراللہ"بے ساختہ ریپال کے منہ سے نکلاتھاوہ ہنس دی شفاف دکھوں سے پاک ہنسی تھی

oooooooooooooooooooooooo

www.novelsclubb.com

"یار عفی توکیوں ان کے ساتھ بدتمیزی کررہاتھا؟عثمان نے جھنجلاکرپوچھا

"میں۔۔۔"اس نے حیرت سے بھنویں اچکائیں پھر گردن جھکاکرپیرتاگردن خود کودیکھااس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتاعثمان نے غصے میں اس کی بات کاٹ دی

"عفان میں تنگ آگیاہوں تمہیں سمجھا سمجھاکر"

"میں نے کیا کیا؟ حیرت سے پوچھا

"وہاں طنز کون کر رہا تھا؟ سنجیدگی برقرار تھی

"یار وہ میں جان بھوج کے نہیں کرتا وہ بس میری زبان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اب کے لہجے میں معصومیت کے سوا کچھ نا تھا البتہ آنکھوں میں شرارت واضح تھی

"عفان زبان پہ دوسروں کا نہیں مما کا ہی سوچ کر قابو رکھ لے"

ماں کے ذکر پہ کچھ دیر بوجھل سی خاموشی چھا گئی

"عفان میرا مطلب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" کچھ دیر بعد دوبارہ عثمان کی آواز آئی

عفان اس کی بات کاٹ کر ہلکی آواز میں منمنایا "آئی ایم سوری" وہ باتوں کو دل میں نہیں رکھتا تھا اگر اسے لگتا تھا کہ غلطی اس کی ہے تو وہ معافی مانگنے میں دیر نہیں کرتا تھا

دوبارہ سے وہی خاموشی چھا گئی وہ دونوں آس پاس سے گزرتے کئیں کھڑے باتیں کرتے کئیں لڑتے نوٹس ڈسکس کرتے اسٹوڈینٹس کو سامنے کھڑے درختوں

تھوڑی دور سے گزرتے آٹوز کو دیکھ رہے تھے بس نہیں دیکھ رہے تھے تو ایک دوسرے کو۔۔۔۔۔

"یار میرا مطلب ہیکہ "عثمان نے شاید صفائی میں کچھ کہنا چاہا

عفان نے اسکی بات کاٹ لی جانتا تھا بات کا رخ غلط سمت مڑ جائے گا" ویسے تو بائیس سال کی عمر میں اتنا سنجیدہ کیوں رہتا ہے؟عفان نے ہلکا مسکرا کر ماحول میں چھائی سنجیدگی کو ختم کرنا چاہا

" کبھی کبھار حالات انسان کو کم عمری میں ہی سنجیدہ بنادیتے ہیں "لبوں پہ بوجھل سی مسکراہٹ تھی

ایک بار دوبارہ دونوں کے بیچ خاموشی چھاگئی سنجیدہ گہری کاٹ دار خاموشی

ooooooooooooooooooooooooo

صبح باسی ہو جانے کے باوجود سہ پہر کی خاصی خوشگوار ہوا چل رہی تھی جو موڈ اچھا کرنے کے لیے کافی تھی

ایسے میں ان دونوں کارخ بزنس ڈیپارٹمنٹ کی طرف تھاریبال کو بلیو ٹی شرٹ کے ساتھ نیوی بلیو جینز پہنے تنے نقوش اور اس کی سیاہ پرنس والی پی کیپ پہنی ہوئی تھی جبکہ راعنہ کو لان کی بلیو پرنٹڈ اسٹائیلش سی کرتی اور بلیو سادہ شلوار کپڑوں سے میچ کرتے بلیو اسٹالر سے اسکارف بنایا ہوا تھا نیوی بلیو کلر اس کی گوری رنگت پہ جچ رہا تھا دونوں کا ڈریس کلر ہمیشہ سیم ہوتا

ریبال مسلسل اسے کچھ کہہ رہا تھا مگر وہ ان سنی کرتی چلتی جا رہی تھی ڈیپارٹمنٹس دور دور ہونے کی وجہ سے اب دونوں کا ہلکا ہلکا سانس پھولنے لگا تھا اب تک وہ خاموش تھی ریبال بھی اب خاموش ہو گیا راعنہ کا چہرہ پر سکون جبکہ ریبال کے چہرے پہ ہلکی پریشانی واضح تھی

وہ دونوں کچھ فاصلے پہ رکے کیونکہ عثمان اور عفان سامنے ہی بینچ پہ بیٹھے تھے فاصلے سے ہی یہ صاف محسوس ہو رہا تھا کہ دونوں کے بیچ خاموشی کا راج ہے راعنہ نے بیگ سے موبائل نکالا اور دُراب کو وائس میسج سینڈ کر کے موبائل دوبارہ بیگ میں

ڈال کر آگے بڑھی

"مسٹر۔۔۔راعنہ نے عثمان کی طرف دیکھتے ہوئے اسے شائستگی سے پکارا

وہ دونوں ہنوز بیٹھے ہوئے تھے صرف عثمان نے سر اونچا کر کے انہیں دیکھا

"عثمان "راعنہ کی سوالیہ نظروں کے جواب میں عثمان نے بتایا

"عثمان ہمیں بات کرنی ہے آپ سے"

"جی بولیں ہم سن رہے ہیں" عثمان کا وہی لیا دیا انداز

"دیکھیں کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں یہاں "راعنہ نے آس پاس سے گزرتے

اسٹوڈینٹس کو دیکھتے ہوئے کہا

"کہیں اور کیوں ؟کب سے خاموش سر جھکائے بیٹھے عفان کے اس بے تکے سوال

پہ راعنہ نے کے دل نے شدید خواہش کی کہ سامنے بیٹھے سیاہ آنکھوں والے لڑکے

کا قتل کر دے یا کم از کم کوئی بھاری چیز اس کے سر میں دے مارے لیکن وہ بس

اسے گھور کر رہ گئی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اوکے چلیں لیکن اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہمارا وقت ضائع نا ہو فضول باتوں میں" عفان نے عثمان کے بدلتے تاثرات دیکھ کر جلدی سے بات بنائی تھی

"مجھے پتہ ہے آپ کے انگلینڈ کینیڈا دبئی میں بزنس چل رہے ہیں اس لیے یقین رکھیں ہم آپ کا قیمتی وقت ضائع نہیں کریں گے" راعنہ مکمل سنجیدگی سے بولی

"لیکن چلیں کہاں ؟ عثمان نے پہلے عفان کو گھورا پھر سنجیدگی سے پوچھا

راعنہ بغیر کچھ کہے مڑی وہ دونوں ناچاہتے ہوئے بھی اس کے پیچھے چلنے لگے اس سب کے دوران ریال بالکل خاموش تھا

وہ کچھ اس پر اعتماد انداز سے بات کرتی کہ اگلا بندہ چاہ کر بھی اس کی کسی بات سے انکار نہیں کر پاتا تھا

oooooooooooooooooooooooo

آج خوش قسمتی سے وہ دونوں بائیک پہ آنے کے بجائے گاڑی پہ آئے تھے____________

پارکنگ ایریا میں آکر راعنہ نے ریبال کو اشارہ کیا تو اس نے شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے چابی اس کے حوالے کر دی اس کے لبوں پہ گہری مسکراہٹ آئی جس کی وجہ سے ٹھوڑی پہ ہوتا گھڑھا ڈوب کر ابھرا

"چلیں آئیں "ریبال نے تمیز کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دونوں کو دیکھتے بیک ڈور کی طرف اشارہ کیا

"مگر "عفان نے کچھ کہنا چاہا

"ربی یار لیٹ ہو رہا ہے "راعنہ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ چکی تھی وہیں سے ہانک لگائی

ریبال فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا جبکہ وہ دونوں مزید بغیر کچھ کہے پیچھے بیٹھ گئے اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

گاڑی میں خاموشی کا راج تھا صرف انجن کی آواز آرہی تھی ابھی گاڑی یونیورسٹی کی حدود میں ہی تھی کہ عفان کے موبائل کی میسج ٹیون بجی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نوٹیفکیشن میں "زبان دراز" لکھا دیکھ کر عثمان نے سب سے پہلے موبائل سائیلنٹ کیا

"یاران کا کیا بھروسہ کہیں یہ ہمیں اغواء تو نہیں کر رہے؟آگے حیرانگی والے ایموجی تھے

"خدا کے لیے اپنی زبان کو لگام دو"جوابی ٹیکسٹ بیجھ کر اس نے عفان کو گھورا

"میرے بے زبان بھائی میری زبان نہیں فی الحال میری انگلیاں چل رہی ہیں"آگے منہ چڑانے والے ایموجی تھے

عثمان نے اسے گھورتے ہوئے بغیر کچھ ٹیکسٹ کیے موبائل جینز کی جیب میں ڈال دیا عفان مسکرادیا یوں والی تلخی کا دونوں کے درمیان شائبہ تک نا تھا یا شاید جان بوجھ کر نظرانداز کر رہے تھے

oooooooooooooooooooooo

گرے بی ایم ڈبلیو سڑک پہ رواں دواں تھی گاڑی کے اندر جتنی خاموشی باہر اتنا ہی

شور تھا ہمیشہ کی طرح ٹریفک کا رش عروج پہ تھا آس پاس دکانیں وہاں سے گزرتے

لوگ دکان داروں سے حساب کتاب کرتے گاہک کچھ فاصلے پہ کھڑے ٹریفک

پولیس کے اہلکار!

یونہی تو کراچی انسانوں کا سمندر نہیں ہے

گاڑی اپنی منزل پہ رکی چاروں باہر نکلے عفان اور عثمان جو کسی ریسٹورینٹ کی توقع

کر رہے تھے سامنے شان سے کھڑی آفس بلڈنگ دیکھ کر ٹھٹکے

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟ عفان نے حیرت سے پوچھا

"قل پڑھنے" راعنہ پرسکون سی بولی

"قل۔۔۔۔لیکن کس کے؟

"کل ہماری یونی میں عفان نامی شخص اللہ کو پیارا ہو گیا اس کے" وہ اسے گھورتی اندر

کی طرف بڑھی

پیچھے وہ پیچ وتاب کھا کر رہ گیا عثمان اور ریبال عفان کی شکل دیکھ کر مسکرا دیے اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

راعنہ کے پیچھے بڑھے اسے بھی بادلنخواستہ آنا پڑا

دل ہی دل میں وہ اس سے بدلہ لینے کا تہیہ کر چکا تھا

oooooooooooooooooooooooooo

وہ تینوں راعنہ سے دو قدم کے فاصلے پہ پیچھے پیچھے چل رہے تھے

معمول کے مطابق آس پاس کرسیوں پہ بیٹھے کام میں مصروف ورکرز ایک نظر ان

پہ ڈالتے مسکرا کر دوبارہ مصروف ہو جاتے کچھ لوگوں نے اچھنبے سے ان کے ساتھ

چلتے دو اجنبی لوگوں کو دیکھا اور پھر سر جھٹک کر کام میں مصروف ہو گئے (ہمیں

کیا)

www.novelsclubb.com

تیسرے فلور پہ وہ دائیں جانب موجود آفس میں داخل ہوئی عفان اور عثمان نے

ایک دوسرے کو دیکھا عفان کے کندھے اچکانے پہ وہ دونوں بھی اس آفس میں

داخل ہوئے سامنے راکنگ چیئر پہ دُراب بیٹھا مسکرا رہا تھا

بالوں کو سلیقے سے کنگھی کیے کشادہ پیشانی صاف رنگت مونچھوں کے ساتھ ہلکی

داڑھی نیوی بلیو پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ پہنی تھی

"اسلام و علیکم! کیسے ہو دونوں؟ دُراب مسکرا کر چیئر سے اٹھتا ہوا خوش اخلاقی سے

بولا

"وعلیکم السلام! دونوں نے حیرت سے صرف سلام کا جواب دیا

دُراب نے مصافحے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا مسکراہٹ ہنوز قائم تھی عثمان نے ہاتھ

ملایا پھر سائیڈ میں صوفے پہ بیٹھے ریبال کو دیکھا آنکھوں سے لگ رہا تھا جیسے کہہ رہا

ہو کون ہے یہ؟

"یہ ہمارے بڑے بھائی ہیں دُراب اختر اور بھیا یہ ہاجرہ پھپھو کے بیٹے ہیں" راعنہ

پرسکون انداز میں بول کے مسکرائی

وہ دونوں اپنی جگہ منجمند رہ گئے بالکل ساکت آفس میں خاموشی چھا گئی تھی

"آپ اختر ماموں کے بچے ہیں؟ بے یقینی سے پوچھا

"آپ بیٹھیں" انکی حالت کے پیشِ نظر دُراب نے انکے سوال کا جواب دینے کے

بجائے بیٹھنے کا کہا

وہ دونوں بغیر کسی مزاحمت کے پاس رکھے ٹو سیٹر صوفے پہ بیٹھ گئے چہرے پہ عجیب سے تاثرات تھے جیسے انہیں یقین ہی نہیں آ رہا ہو یا پھر وہ یقین کرنا ہی نہیں چاہتے

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد عفان آواز نے اس خاموشی کو توڑا

"کیا ہم جان سکتے ہیں کہ ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے؟ راعنہ پہ غصے بھری نظر ڈالی

"کیا تمہیں اپنے بڑے بھائی کا آفس پسند نہیں آیا؟ دُراب نے راعنہ کے بگڑتے تاثرات دیکھ کر پوچھا

"بڑا بھائی؟ حیرت سے بڑبڑایا

کیا وہ مجھے اپنا چھوٹا بھائی کہہ رہا ہے! صرف سوچ سکا

"ہاں یار تم دونوں میرے چھوٹے بھائی ہوئے نا"

وہ اپنوں سے محبت کرنے والا لڑکا محبت نبھانا جانتا تھا

دروازہ پہ دستک ہونے پہ وہ سب ادھر متوجہ ہوئے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کون؟ راعنہ نے پوچھا

"میڈم جی میں جوس" باہر کھڑا نفوس ہلکی آواز میں منمنایا شاید وہ کنفیوز ہو رہا تھا

"آجائیں مسٹر جوس" وہ ہلکے سے مسکرا کر بولی باقی سب ہنس دیے

"اندر داخل ہوتا پندرہ سولہ سالہ شعیب شروع میں سٹپٹایا لیکن پھر ہلکے سے ہنس دیا

کچھ دیر بعد وہ دونوں بھی پہلے کی نسبت کافی ریلکس ہو کے بیٹھے تھے یہ سب بھی

دراب کی فرینڈلی نیچر کے بدولت تھا

oooooooooooooooooooooooooo

"پورا پلین سہی لیکن دُراب بھائی نانا ابا۔۔۔۔۔۔۔۔۔" عثمان نے دُراب کے

تاثرات دیکھتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی

"وہ ریال اور راعنہ سنبھال لیں گے" دُراب پر سکون سا بولا

"لیکن۔۔۔۔۔۔" اسے یقیناً ابھی تک خدشے تھے

"ڈیئر کزن ٹوئینز کی طاقت کو ہلکے میں مت لینا" ریال نے خاصہ جتا کے کہا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں ہلکے میں لے بھی نہیں سکتا آخر اسی طاقت کی وجہ سے ہی تو میرے زبان دراز بھائی کی زبان کو بریک لگے ہیں"

"ہیے بے وفا انسان سدھر جا میں پچھلے 23 سال سے تمہارے ساتھ ہوں یہ دو نمونے ایک گھنٹہ پہلے ہی دریافت ہوئے ہیں" عفان نے دھمکی دی

"ایک منٹ یہ ہم 23 کے کب ہوئے" اسکی دھمکی نظرانداز کر کے حیرت سے پوچھا

عفان نے معصومیت سے آنکھیں جھپکیں "یار 22 سال اس "بے وفا" دنیا میں میں نے تمہیں جھیلا اور نو مہینے ماما کے پیٹ میں تقریباً 23 ہو گئے "

اس کی بات پہ وہ سب ہنس دیے عثمان بس اسے گھور کر رہ گیا

واقعی خون کے رشتے اتنی آسانی سے نہیں توڑے جاتے اور نا ہی اتنے کمزور ہوتے ہیں کی کسی کے بولنے پی ٹوٹ جائیں یہ ہماری ہی لاپرواوئی انا اور ضد کی وجہ سے داؤ پہ لگ جاتے ہیں

ان سب کو ہنستے مسکراتے دیکھ کر راعنہ نے تاسف سے سوچا تھا۔۔۔

oooooooooooooooooooooooooo

کراچی پہ شام نے اپنے گہرے سائے پھیلائے تھے۔۔۔

لوگوں کا ہجوم سہہ پہر سے کئی گنا زیادہ بڑھ گیا تھا ڈیفنس میں اختر ہاؤس میں آؤ تو

مسز اختر سخت جھنجھلائی عجیب بے بسی غصہ اور نجانے کن متضاد کیفیات میں گھری

کچن میں ڈائننگ ٹیبل کی دائیں جانب والی کرسی پہ بیٹھیں تھیں عین سامنے ملتجی

نظروں سے دیکھتا ریال بیٹھا تھا البتہ راعنہ اختر پرسکون سی چائے کے لیے پانی

چڑھا رہی تھی

www.novelsclubb.com

"مما یہ کوئی خاص وجہ نہیں ہے ہمیں منع کرنے کی" دودھ ڈال کر پتی اور چینی ڈالی

"تم دونوں کیوں اتنے ضدی ہو؟ بے بسی سے پوچھا آواز قدرے آہستہ تھی

"مما ہم ضد نہیں کر رہے" راعنہ نے جیسے جتایا اور دائیں کیبنٹ سے الائچی نکال کر

ابلنے کے لیے تیار چائے میں ڈالی

"یہ سب کیوں کر رہے ہو؟

"بابا کے لیے"راعنہ کے پر سکون انداز میں کہے ان تین الفاظ سے کچن میں خاموشی چھا گئی

اب چائے کے ابلنے سے کچن میں الائچی کی خوشبو پھیلنے لگی تھی جو بھلی معلوم ہو رہی تھی مسز اختر نے گہری سانس لی یعنی انہوں نے ہار مان لی۔۔۔

"جیسا تم دونوں چاہتے ہو اللہ پاک ویسا ہی کرے"مسز عرشین بمشکل مسکراتے ہوئے بولی جانے کیوں انکا دل اداس ہو رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ بیلہ جانے کے بعد وہ اپنی قیمتی شہ کھو دیں گیں

ریال نے شروع میں ایک دو بار منانے کی کوشش کی مگر اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا تھا اب اچانک اجازت ملنے پہ اس نے بمشکل اپنی بے ساختہ چیخ کا گلہ گھونٹا

راعنہ نے مسکراتے ہوئے چائے تھرماس میں ڈالی ٹرے میں کپ ترتیب سے رکھے پلیٹ میں ریفریشمنٹ کا سامان نکالا ان کو آنے کا کہہ کر باہر لاؤنج میں گئی جہاں

دُراب اور اختر صاحب پہلے سے ہی موجود بزنس ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔

oooooooooooooooooooooooooooooo

"واہ آج چائے میری گڑیا نے بنائی ہے"

خوشگواریت سے کہہ کر دُراب نے اس کے ہاتھ سے کپ تھامارا عنہ نے مسکراتے ہوئے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اشارہ کیا جس کا جواب دُراب نے مسکرا کر دیا جیسے کہہ رہا ہو جسٹ ریلکس بھیا ہے نا سب سنبھال لے گا

باری باری سب کی چائے دے کر وہ دُراب کی سائیڈ پہ آکر بیٹھی ریال اس کے بائیں جانب بیٹھا تھا

"برخوردار کبھی غلطی سے ہمیں بھی ٹائم دے دیا کرو"اختر صاحب نے ابھی کچھ دیر پہلے ریال کے راعنہ کے ساتھ کچن میں ہونے پہ چوٹ کی

"بابا یار رررر"

آج اس کے یار بولنے پہ مسز عرشین نے کچھ نہیں کہا سب نے تھوڑا الجھ کر دیکھا

مگر نظر انداز کر گئے

"بابا میں نے ایک بات کرنی ہے" کچھ دیر بعد دُراب کنکھار کر تھوڑا سنجید گی سے بولا

راعنہ اور ریبال نے بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھا پھر عرشین بیگم کو جو انکو ہی دیکھ رہی تھی

"بابا ریبی اور ہنی ٹرپ پہ جا رہے ہیں کچھ دن پہلے انہوں نے مجھے کہا میں بھول ہی گیا تھا بات کرنا"

"کب جا رہے ہو بیٹا؟ اختر صاحب نے سوال راعنہ کو دیکھ کر کیا

یہ نہیں پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو یعنی ان کے جانے پہ انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا

"کل" یک لفظی جواب دے کر راعنہ نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ لبوں سے لگایا

"اچھا ٹھیک ہے لیکن تم دونوں پہ مجھے اپنی جان سے زیادہ اعتماد ہے اس لیے کبھی مجھ سے بات کرنے میں جھجھک محسوس نہیں کرو

"We are friends

جتا کر کہا

"جزاک اللہ بابا" وہ دونوں ایک ساتھ بولے بغیر اختر صاحب کی بات پہ دھیان دیے دُراب ہلکے سے مسکرایا عرشین بیگم نے تینوں کو ملامتی نظروں سے گھورا جسے وہ تینوں کمالِ مہارت سے نظرانداز کر گئے تھے

oooooooooooooooooooooooooo

"ہوسٹل میں بھی معمول کی گہما گہمی تھی

"عالیار بھائی نے پوچھا تو" عفان نے یہ بات کوئی تیسری دفعہ کی تھی

"برو ریلکس کرو دُراب بھائی سنبھال لیں گے" اس کے برعکس عثمان ریلکس تھا

"میں ریلکس کیسے کروں یار" عفان کا وہی اضطراب

"تو نہیں کرو پہلے ہی ٹینشن میں گھلو مجھے کیا" اب کے عثمان غصے سے بول کر موبائل پہ اسکرولنگ کرنے لگا

"یار اب تم بھی ایسے کر رہے ہو" عفان نے اسے ایمو شنل کرنا چاہا

"ہاں میں کر رہا ہوں اور اب سو جاؤ" اسے کوئی فرق نہیں پڑھا تھا

"میں نہیں سوؤں گا"

"کیوں؟؟؟ عثمان کو دوبارہ کسی ڈرامے کی ہی امید تھی

"کیونکہ یہاں ایک منحوس شخص بھی جو میرے سونے کے بعد میری جان بھی لے سکتا ہے" بات کے آخر میں عثمان کو کشن دے مارا

"وہ تمہیں ابھی بھی مار سکتا ہے گدھے" وہی کشن دوبارہ مارا

عفان ہنس دیا وہ جانتا تھا عثمان کو یہ مارنے والی حرکتیں زہر لگتی ہیں

عثمان کو زچ کرنے کا مزہ الگ ہی سکون دیتا تھا عفان کو۔۔۔

oooooooooooooooooooooooooo

رات کی تاریکی کا پردہ چھٹ رہا تھا اب صبح کی روشنی ہر سو پھیل رہی تھی ستارے غائب ہو گئے تھے دور کئیں مشرقی پہاڑوں کی چوٹیوں سے سورج نکل رہا تھا ایک

نئے دن کی شروعات ہو رہی تھی پرندے چہچا رہے تھے یعنی تسبیح کر رہے تھے

ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی

ایسے میں وہ اپنے وسیع بیڈ کے پاس کھڑی کپڑوں کو دیکھ رہی تھی نچلا لب دانتوں تلے دبا کر وہ جھنجھلائی سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کونسے کپڑے پہنے

کچھ سوچ کر اپنے کمرے کے برابر والے کمرے میں گھسی

"ریبی یار اٹھ جاؤ" ریبال کو جھنجھوڑ کر اٹھایا

"Honey What happend?"

ریبال نے راعنہ کے اس جارہانہ انداز کو دیکھ کر حیرت سے پوچھا

"پہلے جاؤ فریش ہو جاؤ" راعنہ اس کا بلینکٹ تہہ کرتی ہوئی بولی

"تم نے مجھے جینے نہیں دینا" غصے سے بڑبڑاتا باتھروم کی طرف بڑھ گیا

پیچھے وہ بغیر برا منائے مسکرا دی

روشندان سے آتی ہوا نے سورج کی کرنوں سے پوچھا

www.novelsclubb.com

کیا رشتوں کے معاملے میں یہ پیاری لڑکی ہمیشہ یوں ہی خوش قسمت رہے گی

"پتہ نہیں" سورج کی کرنوں کے کندھے اچکا کے کہنے پہ وہ اس پیاری لڑکی کو مسکراتے رہنے کی دعا دے کر آگے بڑھ گئیں

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

(راعنہ یعنی حسین شہزادی)

"بابا میں اور ربی ریڈی ہیں جائیں" ابھی فریش ہو کر نکلے اختر صاحب سے راعنہ نے گویا اجازت مانگی

(ایک لڑکی تھی ہنس مکھ سی

بھائیوں کے دل پہ حکومت کرنے والی)

"فی امان اللہ میری جان" دونوں کو باری باری گلے لگا کر ماتھا چوما

جواباً راعنہ اور ربیال نے بھی انکی پیشانی پہ بوسہ دیا

(وہ ایک پر سکون لڑکی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جسے اپنے تاثرات پہ مکمل قابو تھا)

اب وہ دروازے پہ کھڑی عرشین بیگم کے پاس آئے

انہوں نے دونوں پہ دم کیا پھر پیشانی چومی ان کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھری تھیں مگر راعنہ اختر پر سکون تھی

(بے جا لاڈ پیار نے اسے بگاڑا نہیں تھا

وہ عزیز تھی اپنے ماں باپ کو بہت زیادہ)

عرشین بیگم کی آنکھیں نم تھیں ان دونوں نے بھی ماں کی پیشانی کو چوما راعنہ نے اپنے ہونٹ انکے گال پہ رکھے اور سرگوشی کی۔۔۔

(بھائی اسکے اس پہ جان چھڑکتے

ماں باپ اس کے بن کہے ہر بات جانتے)

"ماما پلیز دعائیں چاہیئے ایسے کام نہیں چلے گا"

(وہ پرفیکٹ نہیں تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیونکہ کوئی پرفیکٹ نہیں ہوتا)

"اللہ کی امان میں" مسکرا کر اللہ کی امان میں دیا

(وہ ضدی تھی یہی اس کی خامی تھی

شاید یہ چیز اسے وراثت میں ملی تھی)

وہ بھی جواباً مسکرائی اب وہ سب انکو سی آف کرنے آرہے تھے عرشین بیگم اور اختر

صاحب گیٹ پہ کھڑے ہوگئے جبکہ وہ دونوں دُراب کے ساتھ گاڑی کی طرف

بڑھے

(وہ رشتوں کے معاملے میں کافی خوش قسمت لڑکی

کیا قسمت نے ہمیشہ ہی اس کا ساتھ دینا تھا؟)

بی ایم ڈبلیو اپنی منزل کی جانب رواں ہوئی عرشین بیگم کی بائیں آنکھ سے ایک آنسو

نکل کر دوپٹہ میں جذب ہوگیا

ان کا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا ماؤں کو الہام ہوتا ہے؟

جس چیز کا الہام ہو کیا وہ چیز\حادثہ اسی وقت ہو جاتا ہے یا وقت لگتا ہے؟

کیا پہلے ہی الہام ہونا خوش قسمتی ہے یا کسی عذاب سے کم نہیں؟

ان سب سوالات کے جوابات وقت نے دینے تھے اور بے شک وقت بہترین استاد ہے۔۔۔

ooooooooooooooooooooooo

گاڑی میں خاموشی کا راج تھا دُراب ڈرائیونگ کر رہا تھا ریال فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا کھڑکی سے باہر کراچی کو دیکھ رہا تھا لوگوں کا رش چہل پہل رات کے مقابلے میں کم تھی رات کو روشنیوں کے شہر میں لوگوں کا ایک میلہ لگ جاتا تھا

جبکہ راعنہ پیچھے بیٹھی کسی غیر مرعی نقطے کو تک رہی تھی۔۔۔

اس خاموشی کو دُراب کی بھاری رعب دار آواز نے توڑا "ہنی تم لوگوں کی کیا پلیننگ ہے؟ بیک مرر سے اس کے میرون اسکارف میں میک اپ سے پاک

چہرے پہ نظر ڈالی ریبال بھی اب انکی طرف متوجہ تھا

oooooooooooooooooooooooooo

ہوسٹل میں خاموشی تھی کیونکہ اتوار کا دن ہونے کی وجہ سے سب اسٹوڈینٹس خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے تھے ایسے میں ان دونوں کے کمرے میں آؤ تو معمول سے ہٹ کر وہ دونوں نیند کی وادیوں میں گم ہونے کے بجائے کہیں جانے کے لیے تیار تھے

"یار دُراب بھائی نے اس ہٹلر سے بات کی ہوگی نا؟؟؟" عفان کے لہجے میں جذبات کا مکسچر تھا فکر، پریشانی، جھنجھلاہٹ۔۔۔

"ہاں کی ہوگی" عثمان اکتا کر بولا

وہ عفان کی اس عادت سے بہت کھار کھاتا تھا کہ وہ کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں کو سیریس لے کر سر پہ سوار کر لیتا اور کبھی بڑی بڑی باتوں کو ایسے نظر انداز کرتا جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو

www.novelsclubb.com

"لیکن۔۔۔"

عثمان نے اس کی بات کاٹی

"یہ دیکھ میرے بھائی میرے جڑے ہاتھ خدا کا واسطہ ہے صبح صبح میرے دماغ کا دلیہ نا بنا اور اگر دُراب بھائی نے بات نہیں بھی کی ہے تو وہ آرہا ہے تیرے سامنے بھی کر دے گا"اس نے واقعی ہاتھ جوڑ لیے تھے عفان کو شاید اس کے جڑے ہاتھوں پہ ہی ترس آگیا کہ وہ منہ بنا کے ہی پر خاموش ہو گیا تھا اور عثمان کے لیے یہی بہت تھا کہ وہ خاموش تو ہوا

www.novelsclubb.com

oooooooooooooooooooooooooooooooo

"بھیا کیا آپ کو نہیں پتہ کہ یہ پہلے ہی پلیننگ نہیں کرتی؟ریبال نے مسکراہٹ دبائی

"کیا مطلب۔۔۔کیا تم لوگوں نے کچھ پلین نہیں کیا؟دُراب کو واقعی حیرت ہوئی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ریبال کو منہ کھولتے دیکھ کر راعنہ نے وضاحت دی "بھیا میں ہمیشہ موقع پر ہی حالات کے مطابق پلین کرتی ہوں ایڈوانس میں ہی نہیں اور ریبی کیا تم بھول گئے کہ میں نے اسی طرح ان دونوں سے اگلوایا تھا کہ وہ کون ہیں؟

دُراب مسکرا دیا ایسی مسکراہٹ جس میں اپنی بہن کے لیے مان محبت فخر کیا کچھ نا تھا

"میڈم سارا کریڈٹ خود لینے کی ضرورت نہیں ہے میں نے بھی ساتھ دیا تھا"

"ہاں تم تو انکو دھکا دینے لگے تھے وہ تو شکر ہے اللہ کا کہ میں وقت پہ پہنچی" دل جلا دینے والی مسکراہٹ لبوں پہ قائم تھی اس کے مسکرانے سے ٹھوڑی پہ پڑتا گڑھا قدرے چھپ گیا تھا مگر اگلے ہی لمحے دوبارہ ابھرا

"وہ تم نے کہا تھا" دُراب ڈرائیونگ کے ساتھ ساتھ دونوں کے چہروں پہ نظر ڈال رہا تھا ایک کے چہرے پہ غصہ تھا تو دوسرے کے وہی پر سکون مسکراہٹ۔۔۔

"جاہل انسان کبھی خود کی عقل نہیں آنی" راعنہ کے جاہل بولنے پہ ریبال تلملایا مگر کہا کچھ نہیں گاڑی جھٹکے سے رکی اور سامنے ہی ہوسٹل کی عمارت اپنے پورے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

قد کے ساتھ کھڑی تھی دُراب نے اپنا ہاتھ ہارن پہ رکھا اور تین سیکنڈ بعد ہٹا دیا ٹھیک ایک منٹ بعد وہ دونوں نک سک سے تیار فارمل اسکائی بلیو ڈریس میں باہر آتے دکھائی دیے تھے

oooooooooooooooooooooooooooooo

دُراب نے ان کے لیے عالیار کے جاننے والے ڈرائیور کا بندوبست کر لیا تھا وہ چاہتا تھا کہ خود انکے ساتھ جائے مگر اختر صاحب کی طبیعت اسے اس بات کی اجازت نہیں دے رہی تھی وہ گھر میں بھی ان سے مل چکا تھا پھر دوبارہ مل کر اور بہت ساری نصیحتیں کر کے انکو رخصت کیا جانے کیوں دل گھبرا رہا تھا۔۔۔

عثمان فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا تھا راعنہ ٹھیک ڈرائیور کی پیچھے والی سیٹ پہ اس کے سائیڈ میں ریبال بیٹھا تھا جبکہ اس کے سائیڈ میں عفان۔۔۔

"عالیار بھائی سے بات ہو گئی ؟؟؟ عفان نے اپنا پسندیدہ سوال پوچھا عثمان کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے

"ہاں بھیانے بات کرلی ہے" جواب ریبال نے دیا

"اچھا تم لوگوں نے کیا پلین کیا ہے؟ عفان کے لیے زیادہ دیر خاموش رہنا شاید ناممکنات میں سے ایک تھا

"فی الحال کچھ نہیں" ریبال کے لاپروائی سے کندھے اچکانے پر عفان نے حیرت سے دیدے پھاڑ کر اسے دیکھا

"تو تم لوگ بڑے بابا کو کیا کہو گے؟

کب سے شیشے سے باہر کے مناظر دیکھتی راعنہ جھٹکے سے مڑی

"مسٹر عفان یہ ہمارے پاپڑ ہیں ہم خود ہی بیلیں گے تم زیادہ پریشان نہیں ہو" راعنہ ڈرائیور کی وجہ سے نیچی آواز میں بولی مگر انداز میں واضح تنبیہ تھی عثمان اور ریبال نے بمشکل اپنی ہنسی کو کنٹرول کیا تھا

"نیکی کر اور دریا میں ڈال" عفان بڑبڑایا

اس کی بڑبڑاہٹ سن کر راعنہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا مگر کہا کچھ

نہیں عفان بھی اس کے تیور دیکھ کر اپنا چہرہ شیشے کی طرف کر گیا تھا

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

گلاس وال سے پردے ہٹے ہونے کی وجہ سے سورج کی کرنیں آفس میں آرہی تھیں نیچے وہی معمول کارش تھا گاڑیاں آ جا رہی تھیں سامنے بلڈنگز اسی استحقاق کے ساتھ کھڑی تھیں اپنی چیئر موڑے وال کی طرف رخ کر کے بیٹھے دُراب اختر کو آج کراچی قدرے ویران لگا تھا۔۔۔

"اف دُراب کنڑول یور سیلف یہ کیا بچپنا ہے وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو نکلے ہیں اور تم "اپنی پیشانی مسلتے ہوئے خود کو ڈپٹا مگر دل پھر بھی اداس تھا۔۔۔

وہ پیچھے مڑا اور ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھا کر کنٹیکٹ لسٹ میں جا کر ایک نمبر نکالا اور کال ملالی۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

گاڑی میں جو عفان کی آواز وقفے وقفے سے ابھرتی اب وہ بھی نہیں آرہی تھی راعنہ

باہر دیکھ رہی تھی اور وہ تینوں اپنے اپنے موبائل میں مصروف تھے ریال وقفے وقفے سے ایک نظر اس پہ بھی ڈال لیتا جو سب سے بے نیاز بیٹھی تھی

ان کو پونا گھنٹہ ہو چکا تھا اور وہ کراچی سے نکل چکے تھے اب حب میں تھے۔۔۔

گاڑی کی رفتار آہستہ ہوئی اور پھر رک گئی ریال اور راعنہ نے اچھنبے سے دیکھا جبکہ وہ دونوں مطمئن سے اپنی طرف بڑھتے یونیفارم میں ملبوس پولیس کو دیکھ رہے تھے اوپر بورڈ پہ sindh police لکھا ہوا دیکھ کر راعنہ نے عفان کی طرف دیکھا جس کے کندھے اچکانے پر وہ دانت پیس کر رہ گئی

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

www.novelsclubb.com

"ہیلو" دو رنگز جانے کے بعد کال اٹھالی گئی اور بھاری مردانہ آواز ابھری

"عالیار یار تو گھر پہ ہی ہے نا؟ پریشانی سے پوچھا تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھا گئی یقیناً مقابل مسکرایا تھا

"ہاں میں گھر پہ ہی ہوں"

"یار پلیز ربی والوں کا خیال رکھنا" ایسا انداز جو ایک باپ کا ہوتا ہے اپنے بچوں کی فکر کرتے ہوئے

"بڑی ایک بات بتا؟"

"ہممم"

"یار تم جب اپنے بھائی بہن کے لیے اتنا کئیر نگ ہو تو اپنے بچوں کے لیے کیا حال ہو گا" وہ واقعی حیران تھا

"یہ بھی میرے بچے ہیں"

"لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" دُراب نے اس کی بات کاٹی

"مسٹر عالیار کریم بھولو مت کہ دُراب اختر کو رشتوں میں اعتدال قائم رکھنا آتا ہے" اب وہ کچھ دیر پہلے والا بیزار سا دُراب بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا

"ہاں میں کیسے بھول سکتا ہوں"

"اچھا تم بتاؤ کارا جا کیسا ہے" مسکرا کر سرسری سا پوچھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"الحمدللہ بالکل برابر" اب کے مقابل کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے عجیب سی خوشگواریت تھی دُراب مسکرادیا اب جب عالیار کے مطلب کا موضوع چھڑ چکا تھا تو انکی گفتگو بھی لمبی ہونی تھی

کون ہے یہ کاراجا؟ گلاس وال سے آتی دھوپ کی کرنوں نے آفس کے درودیوار سے سرگوشی میں پوچھا مگر کوئی جواب نا ملنے پہ وہ مایوسی سے پلٹ گئیں

ooooooooooooooooooooooooooo

جاری ہے_______________***

www.novelsclubb.com